آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ٭ لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۲۰ فروری سنہ ۱۹۲۱ء نمبر ۲

مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۹ھ

فہرست مضامین

ہمارا آقا صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم حصہ اول
(مصنفہ حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے)
تیار ہو گیا ہے۔ جلد منگائیے
جو مضمون ہمارا آقا صلعم کے عنوان سے ریویو آف ریلیجنز قادیان
میں شائع ہوتا رہا ہے اس کا پہلا حصہ جو آنحضرت صلعم کی مکی زندگی
تک کے واقعات پر مشتمل ہے سیرت خاتم النبیین صلعم حصہ اول کے نام سے بعد نظر ثانی
و مناسب تغیر و تبدل کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ کتاب کا حجم ڈھائی سو صفحہ
کچھ اوپر ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی بہت عمدہ ہیں۔ آخر میں عرب کا نقشہ بھی لگایا گیا ہے
قیمت درجہ اول فی نسخہ تین روپے ۳ درجہ دوم فی نسخہ دو روپے ۲ چار آنہ ہر خواندہ اور مستطیع مسلم
نوجوان کے پاس اس کتاب کا نسخہ ہونا چاہیئے۔
نوٹ:۔ سیرت خاتم النبیین کے جلد بندھوانیکا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ جو احباب جلد بندھوانا
چاہیں اُنسے ایک روپیہ فی کتاب زائد لیا جائیگا۔ جلد پر سنہری حروف میں کتاب کا نام ہوگا۔
مینیجر ریویو
دفتر مینیجر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسیحی ممالک اور ترک شراب

(نوشتہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ تعالیٰ)

جنگ کے عظیم الشان نتائج میں سے ایک یہ نتیجہ بھی ہے۔ کہ مغربی ممالک جو شراب کے نہایت دلدادہ اور فریفتہ تھے۔ اس بات کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ کہ شراب ایک خطرناک اور قابل احتراز شے ہے۔ چنانچہ جنگ کے دوران میں سب سے پہلے روس نے اپنے ملک میں شراب کی ممانعت کا قانون پاس کیا۔ اور اس امر کا ثبوت دیدیا کہ اپنے دل کے اندرونی گوشوں میں یورپ بھی اس امر کا قائل ہے۔ کہ شراب ایک ضرر رساں شے ہے۔ انگلستان نے گو شراب کی قطعی ممانعت نہیں کی لیکن ایسی شرائط شراب کی نسبت اور اس کی فروخت کے متعلق لگا دیں۔ کہ جن سے امید کی گئی۔ کہ شراب کے استعمال اور اسکے ضرر میں بہت کچھ کمی آجاوے گی۔ یونائیٹڈ سٹیٹس جب جنگ میں شامل ہوا تو اس میں بھی وار پرا ہیبیشن ایکٹ کے نام سے ایک قانون پاس کیا گیا جس کا مدعا یہ تھا۔ کہ نشہ لانیوالی شراب اس ملک میں

فروخت نہ کیجاوے۔ اور گو اس ایکٹ کے مبہم الفاظ کی وجہ سے بعض ریاستہائے امریکہ میں ایسی شراب فروخت ہوتی رہی جس میں الکوہل جو نشہ لانیوالا جزو ہے ۲ ۳/۴ فی صدی تک پایا جاتا تھا کیونکہ وہاں مجالس واضعہ آئین کے نزدیک الکوہل کی اسقدر ملاوٹ سے نشہ نہیں پیدا ہو سکتا۔ مگر پھر بھی چونکہ عموماً ریاستہائے امریکہ میں ۱/۲ فی صدی سے زیادہ الکوہل رکھنے والی کوئی شراب بیچنی منع تھی اور چونکہ ۲ ۳/۴ فی صدی الکوہل کی ملاوٹ ایک نہایت قلیل ملاوٹ ہے جسے جبتک نہایت ہی بڑی مقدار میں استعمال نہ کیا جاوے۔ نشہ نہیں پیدا ہو سکتا۔ اور خصوصاً عادی شرابیوں پر اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہو سکتا اسلئے کہا جا سکتا ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ ایک رنگ میں شراب کی فروخت اور اس کے استعمال سے بکلی پاک ہو گئی تھیں ؛

گو روس کی حکومت کی تباہی کی وجہ سے روس تو دوران جنگ میں ہی اجتناب شراب کے قانون کو توڑ چکا تھا۔ اور انگلستان میں جو روکیں شراب کے استعمال میں ڈالی گئی تھیں۔ وہ اختتام جنگ کے ساتھ ہی اُٹھ گئی ہیں۔ لیکن ریاستہائے متحدہ امریکہ کا ملک اپنے اس تجربہ سے فائدہ اُٹھانے پر مستعد معلوم ہوتا ہے۔ اور وہاں کی ۲/۳ ریاستوں سے زیادہ ریاستوں کے اتفاق اور مرکزی حکومت کی تصدیق کے ساتھ ایک قانون پاس ہوا ہے۔ جس کا یہ منشاء ہے۔ کہ اس ملک میں ہمیشہ کیلئے شراب کا فروخت کرنا جرم ہوگا۔ اور اس قانون میں یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ کسی شربت میں ۱/۲ فی صدی سے زیادہ الکوہل کی موجودگی کے یہی معنی سمجھے جاوینگے۔ کہ وہ شراب ہے اور اس کی فروخت قانون شکنی خیال کیجاویگی۔ اسطرح اس مستقل قانون کے رو سے اس نقص کی اصلاح بھی ہوگئی۔ جو پہلے قانون کے مبہم الفاظ سے پیدا ہو گیا تھا ؛

مغربی ممالک کے قراء تو اس امر کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن مشرقی ممالک کے باشندوں کے لئے اس امر کا سمجھنا ذرا مشکل ہے۔ کہ الکوہل کی کمی اور بیشی کیا معنی رکھتی

ہے۔ اس لئے ان کے علم کے لئے میں اسجگہ یہ امر واضح کردینا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ شراب میں ضرر رسان اور عقل پر پردہ ڈالدینے والا جزو الکوہل ہی ہوتا ہے۔ یورپ کے جدید طریق کشید کے مطابق جو شرابیں کشید کیجاتی ہیں۔ ان میں مختلف عادات اور اطوار کے آدمیوں کے لحاظ سے مختلف قسم کی شراب تیار کی جاتی ہے۔ چنانچہ یورپ کی مشہور شرابوں میں چار فی صدی سے لیکر ۴۴ فیصدی تک الکوہل پایا جاتا ہے۔ اور یہ چار فیصدی الکوہل والی شراب انکے نزدیک درحقیقت شراب سمجھی ہی نہیں جاتی۔ صرف ایک طاقت دینے والا شربت خیال کیا جاتا ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس میں بھی نشہ ہوتا ہے۔ گو بہت کم۔ پس ایسی شربتوں کی اجازت دیدینے سے جنمیں صرف ½ فیصدی الکوہل ہو نشہ والی شراب کی فروخت کا امکان بالکل مٹا دیا گیا ہے۔ اس مقدار میں بھی الکوہل گو ہے تو مضر ہی۔ مگر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ چونکہ اس مقدار سے نشہ نہیں پیدا ہوسکتا اسلئے شرابیوں کو اسپر اپنا روپیہ خرچ کرنیکا خیال ہی نہیں پیدا ہوسکتا۔ اور صرف کمزور اور ناطاقت ضرورت کے موقعہ پر اپنی طاقت کے قیام کیلئے اس کا استعمال کرینگے ۔

امریکہ کا یہ قدم ایک نہایت مبارک قدم ہے۔ جس کے اُٹھانے پر ہم اسے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور اُمید کرتے ہیں۔ کہ اس قدم کے بعد وہ دوسرا قدم بھی اُٹھائیگا۔ اور ½ فیصدی الکوہل والے عرقوں کی کشید اور فروخت کو بھی ممنوع قرار دیگا ۔

امریکہ کا یہ قانون ایک تجربہ ہے۔ جسپر کل مغربی ممالک کی نظریں لگ رہی ہیں۔ دوسرے ممالک کے لوگ اس قانون کو ایک بے سود کوشش قرار دیتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ ریاستہائے متحدہ اس طرح پُشتہا پشت کے شرابیوں کو شراب نوشی سے باز نہیں رکھ سکتیں۔ اور جلد یا بدیر انکو پھر پچھلے پاؤں

واپس لوٹنا پڑیگا۔ اور عام رائے کی اتباع کرنی ہوگی۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ریاستہائے متحدہ نے پختہ ارادہ کرلیا ہے۔ کہ اس بلا کو اپنے سر سے ٹال دیں۔ چنانچہ اسکا ثبوت ہمیں دو باتوں سے ملتا ہے ؎

اوّل۔ یہ کہ امریکن لیکچرار یورپ کے ممالک میں دورہ کرنے اور شراب کی خرابیوں سے آگاہ کرنیکے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ اپنی طرح دوسروں کو بھی اس مضر شے کے استعمال سے روکنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ انگلستان میں بھی بعض امریکن اس غرض کیلئے کوشش کر رہے ہیں۔ اور گو ایک خاص لیکچرار سے جو امریکہ سے انگلستان اسی غرض سے آیا ہے۔ برطانیہ کے مشہور شہر گلاسگو میں نہایت بدسلوکی کیگئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ برطانیہ ابھی شراب کی ممانعت قطعی کا ذکر بھی سننا پسند نہیں کرتا۔ مگر بہرحال ایسی مشکلات میں امریکن لوگوں کا شراب کے ترک کرانیکے لئے کوشش کرنا بتاتا ہے۔ کہ وہ سچے دل سے اس کام کے پورا کرنیکے لئے کھڑے ہوئے ہیں ؎

دوم۔ گو یورپ کے اخبارات یہ خبریں شائع کر رہے ہیں۔ کہ چوری چھپے شراب نیویارک میں کثرت سے استعمال ہو رہی ہے۔ مگر پھر بھی ہم دیکھتے ہیں۔ کہ چونکہ جنگ کے دوران کے لئے ممانعت شراب فروشی کا قانون جنگ کے ختم ہونے پر خود بخود منسوخ ہو گیا تھا۔ اور نئے قانون پر ۱۹۲۰ء میں جاکر عمل کیا جا سکتا تھا۔ اسلئے ریاستہائے متحدہ کی پارلیمنٹ نے ایک خاص قانون پاس کر دیا ہے۔ کہ جنگ کے زمانہ کا پاس شدہ قانون اس نئے قانون کے شروع ہونے کے زمانہ تک برابر جاری رہیگا۔ اور منسوخ نہ سمجھا جائیگا۔ اور باوجود اسکے کہ پریذیڈنٹ نے اس قانون کو اسلئے نامنظور کر دیا۔ کہ پہلا قانون صرف دوران جنگ تک کے لئے تھا۔ مگر مجلس واضع آئین نے باوجود پریذیڈنٹ کی نامنظوری کے دوبارہ اس قانون کو پاس کیا۔ اور اس طرح شراب کو ریاستہائے متحدہ سے ہمیشہ کیلئے جلاوطن کر دیا۔ کیونکہ اس ملک کے قانون کے ماتحت اگر مجلس واضع آئین ایک قانون کو پریذیڈنٹ کے رد کرنیکے بعد بہت بڑی کثرت رائے سے دوبارہ

پاس کردے۔ تو وہ قانون پاس شدہ سمجھا جاتا ہے۔ اس واقعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ریاستہائے متحدہ شراب نوشی کا قلع قمع کرنے کے لئے پختہ ارادہ سے کھڑی ہوگئی ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ قانون قائم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ عموماً لوگ اس قانون کو ناپسند کرتے ہیں۔ اور لوگوں میں علی الاعلان اس امر کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ کہ اگر حکومت اس قانون کو منسوخ نہ کریگی۔ تو ہم اسکے حکم کے خلاف کھڑے ہوجاوینگے۔ اور اس حکم کی تعمیل نہیں کرینگے اور آخر ملک کے اکثر حصہ کی رائے سے حکومت کو دبنا پڑیگا۔ یہ خیال کہاں تک درست ہے۔ اور اس قسم کے دعوٰی کرنیوالے لوگ اپنے ارادہ میں کہانتک کامیاب ہوسکینگے۔ یہ ایک آیندہ کا سوال ہے۔ جسکے متعلق ہم ابھی کچھ نہیں کہہ سکتے۔ آیندہ زمانہ پر سے جب پردہ اُٹھیگا تو خود معلوم ہوجاویگا۔ کہ حکومت اپنے ارادہ میں کامیاب ہوتی ہے یا شرابی۔ چونکہ ان دونو فریق میں سے کسی کی کامیابی بھی اسلام پر کچھ اثر نہیں ڈالتی۔ اسلئے اس سے ہمیں بحث نہیں۔ مگر اس جدوجہد میں دو باتیں ایسی ہیں۔ جو ہماری توجہ کو اپنی طرف پھیرتی ہیں۔ اور جن سے اسلام کی صداقت کے دو زبردست ثبوت ملتے ہیں۔ اسلئے ہم ان کے متعلق اس رسالہ میں کچھ لکھنا چاہتے ہیں ؛

اسلام کا تفوق دوسرے مذاہب پر بلحاظ اسکی تعلیم کے

اسلام یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا اسلام کوئی پرانا مذہب نہیں۔ بلکہ کُل تیرہ سو پچاس سال سے اسکی ابتدا ہوئی ہے۔ حالانکہ دنیا اس سے بہت پہلے سے چلی آرہی ہے۔ بائیبل کہتی ہے۔ چھ ہزار سال ہوئے۔ اس دنیا میں سب سے پہلا انسان آدم پیدا کیا گیا۔ تیرہ سو سال نکالکر اس حساب کے رُو سے قریباً پونے پانچ ہزار سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا آباد ہوئی تھی۔ جیالوجسٹ کہتے ہیں کہ یہ بالکل گپ ہے۔ دنیا لاکھوں سال سے آباد ہے۔ مؤرخ بھی اپنی تاریخ کو پندرہ ہزار سال تک پہنچانے لگ گئے ہیں۔ غرض جسقدر بھی تحقیق کی جاوے۔ اسلام سے پہلے کا زمانہ

زیادہ ہی زیادہ لمبا معلوم ہوتا ہے۔ اس ہزاروں یا لاکھوں سال کے عرصہ میں ہزاروں مذہب دنیا میں ہو گذرے ہیں۔ جن میں سے بیسیوں کا نشان اب تک موجود ہے" ہندو مذہب۔ پارسی مذہب۔ اسرائیلی مذہب۔ بدھ مذہب اسلام سے پہلے مذاہب کی بڑی بڑی یادگاریں ہیں۔ انکے سوا اور مذاہب بھی ہوئے ہیں۔ جو اپنی اپنے وقت میں دنیا کے تمدن میں بڑے بڑے تغیرات پیدا کرنے والے ہوئے ہیں لیکن اس زمانہ میں مٹ چکے ہیں۔ گو تاریخ ان اصول پر جن پر انکی بنا رکھی گئی تھی۔ کافی روشنی ڈالتی ہے ؎

شراب کے متعلق ویدک مذہب کی تعلیم

شراب کے متعلق اسلامی تعلیم کی حقیقت کو آشکارا کرنے کیلئے ہم پہلے دیگر مذاہب کی تعلیم کو جو وہ شراب کے متعلق دیتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔ اور سب سے پہلے اسی مذہب کا ذکر کرتے ہیں۔ جو سب سے قدیم مذہب ہونیکا مدعی ہے یعنی ویدک مذہب ؎

ہندو مذہب کی شراب کے متعلق جو تعلیم ہے اس کے لئے ہمیں زیادہ چھان بین کی ضرورت نہیں۔ اس مذہب کی بنا ویدوں پر ہے۔ اور وید خود اس مسئلہ پر کافی سے زیادہ روشنی ڈالتے ہیں۔ ویدوں پر خصوصاً رگ وید پر جو چاروں ویدوں میں سے اہم ہے۔ ایک اجمالی نظر ڈالنے سے ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ شراب صرف ہندو مذہب میں ممنوع ہی نہیں۔ بلکہ اس کا استعمال بعض موقعوں پر ضروری اور موجب ثواب بتایا گیا ہے۔ ہند کے رشی اس چیز سے نہ صرف یہ کہ نفرت ہی نہیں کرتے۔ بلکہ اسے ایک مقدس اور پاک چیز قرار دیتے ہیں۔ جو پاکیزگی کو زیادہ کرنیوالی اور پاکوں کا قرب بخشنے والی ہے۔ وید کے منتر یکے بعد دیگرے ہماری آنکھوں کے سامنے اس سنجیدہ کوشش کا نقشہ کھینچ دیتے ہیں۔ جو ہندوستان کا برگزیدہ پجاری اپنے پرماتما کی توجہ کو کھینچنے کے لئے شراب کو پیش کرکے کرتا ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ قدیم ہندوستان کے پجاری کی پوجا میں شراب کا دوسری چیزوں کی نسبت بہت

زیادہ دخل تھا۔ وہ سوم کا رس نہ صرف خود پیتا ہے۔ بلکہ اسکے ساتھ بہت سی پوجا کی چیزوں کو بھی نہلاتا ہے۔ اور اِندر اور دوسرے دیوتاؤں کی توجہ حاصل کرنے کیلئے انکے سامنے بھی اسے پیش کرتا ہے ؎

اسی طرح اتھروید میں اشونی کمار دیوتاؤں کی پوجا کے وقت جو منتر پڑھنے کے لئے بتائے گئے۔ ان سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ قدیم ایّام کا ہندو پجاری اس چیز کو ایسا متبرک سمجھتا تھا۔ کہ صرف خود ہی شراب کو استعمال نہ کرتا تھا۔ بلکہ اپنے دیوتا سے بھی اسکے استعمال کی درخواست کرتا تھا۔ چنانچہ کانڈ ۹ ادھیائے ۱ منتر ۱۷ میں لکھا ہے :۔

"اے اشونی کمارو پہاڑوں میں و جنگلوں میں و جنگلی جڑی بوٹیوں میں جو مدھو (شراب) ہے اسوقت (یعنی یگیہ کی تقریب پر) جو کشید کی جاتی ہے۔ اس کا رس میرے اور آپکے لئے ہو"

اس منتر میں تو صرف دیوتا سے شراب کے استعمال کی درخواست ہی کیگئی ہے مگر بلور کے بنائے ہوئے بنتر کی پوجا کے وقت اس سے بھی زیادہ یہ کام کیا جاتا ہے کہ اسے شراب سے غسل دیا جاتا ہے۔ گویا عملاً اسے شراب پلائی جاتی ہے۔ اور اسکے ساتھ اتھروید کا یہ منتر پڑھا جاتا ہے :۔

"اے بلور کے بنائے ہوئے بنتر آپ ہماری مہمان ہوکر ہمارے گھر میں رہیگا اور ہم آپکو گھی شراب شہد اور میٹھے میٹھے اسی طرح کے کھانے دیتے ہیں آپ ہماری ہمیشہ بھلائی سوچتے رہا کریں۔ جیسے باپ اپنی اولاد کیلئے بہتری سوچتا رہتا ہے"

(اتھروید کانڈ ۱۰ ادھیائے ۶ منتر ۲۶ و ۲۷)

یہ دو منتر تو اس امر پر روشنی ڈالتے ہیں۔ کہ قدیم ہند کا پجاری پوجا کے وقت اپنے دیوتا سے شراب پینے کی درخواست کرتا ہے۔ اور خود شراب پیتا اور بلور کے بنتر کو شراب میں غوطہ دیتا ہے۔ مگر اس سے بھی زیادہ وضاحت اسی وید کے کانڈ ۱۰

ادھیائے ۱ اور منتر ۱ میں ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دیوتا خود بھی اپنی کامیابی کی خوشی میں شراب کا استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"اپنے دشمنوں کو قابو کر کے فتح حاصل کرنیکے لئے اِندر نے شراب کے پیالے پیئے"

اس زمانہ میں آریہ مت کے بعض ممبروں نے سوم کے رَس اور اسی قسم کے اور الفاظ کی تشریح کرتے وقت یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے۔ کہ وید میں شراب کا کوئی ذکر نہیں بلکہ گلو وغیرہ کے رَس کا ذکر ہے۔ مگر جب ہم تمام کی تمام ہندو قوم کا طریقِ عمل دیکھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہیں۔ کہ ہندو قوم کا میل جول کسی ایسی قوم سے جو شراب کی سخت عادی ہو۔ کبھی لمبے عرصہ تک اور پورے طور پر نہیں رہا۔ جس سے خیال ہو سکے کہ دوسروں سے یہ عادات انہوں نے اخذ کر لی ہیں تو ہم کو ان تاویلات کے ماننے میں بہت کچھ تامل ہوتا ہے۔ مگر جبکہ ہم اتھروید کے کانڈ ۱۸ انوواک ۱ سوکت ۱ منتر ۴۸ کو دیکھتے ہیں۔ تو ان تاویلات کا قبول کرنا ہمارے لئے بالکل ناممکن ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں ہم لکھا ہوا پاتے ہیں کہ:۔

"یہ سوم بہت ہی لذیذ اور خوش ذائقہ ہے۔ اور کچھ میٹھا بھی اور کچھ تیز و ترش بھی ہے ایسے سوم کو پینے والے اِندر دیوتا کے مقابلہ پر جنگ میں کوئی دشمن نہیں ٹھہر سکتا۔"

ان تمام حوالجات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہندو مذہب پورے طور پر شراب کے استعمال کی اجازت دیتا ہے۔ اور بعض عبادات میں اس کا استعمال ضروری قرار دیتا ہے ہندوؤں کا تمدن بھی اس نتیجہ کی تصدیق کرتا ہے۔ اور انکی تاریخ انکی صحت پر شاہد ہے ؎

مجھے ان حوالجات کے نقل کرنے سے ہندو مذہب پر حملہ کرنا مقصود نہیں اور نہ ویدوں پر اعتراض کرنا۔ بلکہ میری غرض ان حوالجات کے نقل کرنے سے صرف یہ ہے۔ کہ ہندو مذہب نے شراب کو جائز اور اسکے استعمال کو مستحسن قرار دیا ہے نہ کہ ممنوع اور قابل احتراز ؎

شراب کے متعلق ایرانی مذہب کی تعلیم

دوسرا قدیم مذہب ایرانیوں کا مذہب ہے۔ ایرانی قوم ایک مسلسل اور لمبی تاریخ رکھتی ہے۔ بلکہ تازہ تحقیقاتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی تعجب نہیں۔ کہ اس کا تمدن ویدک تمدن سے بھی پرانا ہو۔ اس قوم کے مذہب قدیم وجدید سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں شراب جائز تھی ؎

زردشتی مذہب کی واقفیت رکھنے والے لوگ جانتے ہیں۔ کہ زردشت کسی جدید مذہب کا بانی نہ تھا۔ بلکہ اس نے قدیم ایرانی مذہب کو جو مرور زمانہ سے بہت کچھ بگڑ گیا تھا دوبارہ زندہ کیا تھا۔ پس ایرانی مذہب کا فتویٰ شراب کے متعلق معلوم کرنے کے لئے ہمیں زردشت کی بعثت سے پہلے اور بعد کے دونو زمانوں پر نظر ڈالنی چاہیئے ؎

گو تاریخ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایرانی لوگ شراب کو بکثرت استعمال کرتے تھے۔ مگر مذہبی طور پر وہ اسکو کیا سمجھتے تھے۔ اس کا پتہ ہمیں زردشتی کتب سے ہی ملتا ہے۔ چنانچہ پہلوی کتب میں زردشت کی پیدائش کا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ انکے والد پوروشاسپ کو فرشتہ نے ایک شراب کا گلاس دیا جسکے پینے کے قریب زمانہ میں ہی اسکی بیوی دوغدہ نامی حاملہ ہوئی اور ایک ایسا لڑکا جنی جس نے مشرقی تاریخ میں ایک نیا زمانہ پیدا کرنا تھا ؎ ایک مقدس انسان کی پیدائش کیلئے فرشتہ کا شراب کا گلاس انکے والد کو پلانا ایک ایسا واقعہ ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زردشت کے زمانہ سے پہلے بھی شراب کا استعمال مذہباً نہ صرف جائز بلکہ مستحسن تھا ؎

زردشت نے ایرانی مذہب میں جو اصلاح کی اسکے رُو سے بھی شراب کا استعمال ایک مستحسن امر قرار دیا گیا چنانچہ آفرنگن کی دعائیں جو زردشتی مذہب کے پادریوں کے پڑھے جانیکے لئے مخصوص ہیں۔ انکے پڑھے جانیکے وقت جو رسومات ادا کیجاتی ہیں۔ اُنہیں بھی شراب کا دخل ہے۔ دستور ان دعاؤں کے پڑھنے کے وقت ایک قالین پر جسے زمین پر بچھایا ہوا ہوتا ہے بیٹھ جاتا ہے۔ اور اسکے سامنے دھات کی تھالی یا کسی پودہ کے پتہ پر اس موسم کے اعلیٰ سے اعلیٰ میوہ جات اور پھول رکھے جاتے

ہیں۔ اور ساتھ ہی برتنوں میں تازہ دودھ اور شراب اور تازہ پانی اور شربت پڑا ہوتا ہے"

غرض ایرانی مذہب کے مطابق بھی شراب کا استعمال ایک مستحسن اور پسندیدہ فعل قرار دیا گیا ہے۔ اور بعض مذہبی رسوم کی ادائگی کے وقت شراب کا استعمال یا اسکا پاس رکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

شراب اور بائیبل تیسرا قدیم مذہب اسرائیلی مذہب ہے۔ یہ مذہب بھی ہندو مذہب اور زردشتی مذہب کی طرح اپنا سلسلہ ابتدائے آفرینش سے شروع کرتا ہے گو اس مذہب کی بنیاد حضرت موسیٰؑ نے رکھی ہے۔ مگر یہ ایک مسلسل سلسلۂ تاریخ کے ذریعہ ابوالبشر آدم علیہ السلام سے اپنا تعلق جا ملاتا ہے۔ اس مذہب کی تاریخ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شراب کا استعمال ابتدائے آفرینش سے برابر چلا آیا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ اسے کبھی بھی بُرا نہیں سمجھا گیا۔ بلکہ خود انبیاء علیہم السلام بھی اسے استعمال کرتے رہے ہیں۔

بائیبل کی کتاب پیدائش کے باب ۹ آیات ۲۰ تا ۲۳ میں لکھا ہے۔ "اور نوح کھیتی باڑی کرنے لگا۔ اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا۔ اور اسکی مے پیکر نشہ میں آیا۔ اور اپنے ڈیرے کے اندر آپکو ننگا کیا۔ اور کنعان کے باپ حام نے اپنے باپ کو ننگا دیکھا۔ اور اپنے دو بھائیوں کو جو باہر تھے خبر دی۔ تب سم اور یافت نے ایک کپڑا لیا۔ اور اپنے دونو کاندھوں پر دھرا۔ اور پچھلے پاؤں جا کر اپنے باپ کی برہنگی کو چھپایا"

یہ تو حضرت نوحؑ کا حال ہے۔ جو پہلے نبی ہیں۔ جنکی تاریخ ایک حد تک تفصیلی طور پر محفوظ ہے اور جنکے بعد تاریخ ایک حد تک تفصیلی رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ آپکے بعد دوسرا اہم بالشان زمانہ حضرت ابراہیمؑ کا ہے۔ انکی نسبت ہم بائیبل کے باب ۱۴ آیت ۱۸ میں پڑھتے ہیں کہ ملک صدق سالم کے بادشاہ نے انکی دعوت میں روٹی اور مے پیش کی تھی۔

اسی طرح حضرت لوطؑ کی نسبت پیدائش باب ۹ آیت ۳۲ و ۳۵ میں لکھا ہے۔ کہ لوطؑ کی لڑکیوں نے اپنے باپ کو مے پلائی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں نہ صرف شراب منع نہ سمجھی جاتی تھی۔ بلکہ ضروریات زندگی میں سے خیال کی جاتی تھی۔ کیونکہ وہ واقعہ عذاب کے بعد کا ہے۔ جسوقت کہ حضرت لوطؑ اپنی دو لڑکیوں سمیت جنگل میں ایک غار میں رہتے

تھے۔ اور اُسوقت انکے پاس شراب کا ہونا ظاہر کرتا ہے۔ کہ بائیبل کے بیان کے مطابق اسوقت کے طرز معاشرت کے ماتحت انہوں نے ان چند ضروری اشیاء میں جو وہ برباد ہونیوالی بستیوں سے لیکر نکلے تھے۔ شراب کا شامل کرنا بھی ضروری خیال کیا تھا ؎

بنو اسرائیل میں نبوّت کے منتقل ہونے میں بھی شراب کا بہت کچھ دخل ہے۔ کیونکہ جیساکہ بائیبل کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ ابتداءً بڑے لڑکے ہی وارث ہوا کرتے اور انہی کی نسل سے شجرہ چلایا جاتا تھا۔ چنانچہ اس طریق کے مطابق حضرت اسحٰق ؑ نے بھی اپنے بڑے لڑکے عیسو کو برکت دینی چاہی تھی۔ مگر جیساکہ پیدائش باب ۲۷ سے معلوم ہوتا ہے حضرت یعقوب ؑ کی والدہ نے انکو کھانا پکا کر دیا۔ اور انہوں نے لذیذ کھانا کھلا کر اور عمدہ شراب پلا کر (آیت ۲۵) اور اپنے آپکو عیسو ظاہر کر کے ان سے اپنے حق میں دعا کروالی۔ اور اس طرح نبوّت عیسو کے خاندان سے نکلکر یعقوب یعنی اسرائیل کے خاندان میں آگئی۔ پس بنی اسرائیل اپنی روحانی ترقیات میں ایک حد تک مے کے بھی ممنون ہیں ؎

نہ صرف یہ کہ بائیبل کے بیان کے مطابق حضرت اسحٰق ؑ نے خود ہی مے پی۔ بلکہ حضرت یعقوب کے حق میں بھی جنکو وہ اپنا بڑا لڑکا عیسو خیال کر رہے تھے یہ دعا کی کہ خدا تجھے اناج اور مے کی زیادتی بخشے (آیت ۲۸) جس دعا کے ذریعہ انہوں نے بنی اسرائیل کے لئے ہمیشہ کے لئے شراب کا استعمال ضروری قرار دیدیا۔ کیونکہ اگر وہ شراب کا استعمال ترک کر دیں تو وہ دُعا[ف۱] باطل جاتی ہے ؎

حضرت اسحٰق ؑ کی اس دعا کو حضرت یعقوب ؑ نے بھی اپنی وفات کی وقت کی دعا سے اور تقویت دیدی۔ کیونکہ انہوں نے اپنے بیٹے یہودا اور اس کی اولاد کے حق میں دُعا کی ہے کہ انکی آنکھیں شراب کے نشہ سے سُرخ رہیں گی ۔ پیدائش باب ۴۹ آیت ۱۲ ؎

ف۱ ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت اسحٰق ؑ کی یہ دعا کسی خاص وقت میں انکے دل سے نکلی تھی۔ کیونکہ ہزاروں سال گذر چکے ہیں۔ مگر یہ زیادہ سے زیادہ صفائی کے ساتھ پوری ہو رہی ہے۔ اور اب تو اسرائیلی مذہب کے بقیہ مسیحی مذہب میں اسکی کثرت ہے کہ الاماں بعض ممالک میں تو پانی کا استعمال ہی جرم سمجھا جانے لگا ہے اور ہزاروں آدمی ہوش سنبھالنے کے زمانہ سے موت تک شراب کے سوا اور کسی پینے والی چیز کا استعمال ہی نہیں کرتے ؎

اس زمانہ کے بعد بنی اسرائیل کی تاریخ میں سب سے بڑا اور اہم زمانہ حضرت موسیٰؑ کا زمانہ ہے۔ حضرت موسیٰؑ یہودی مذہب کے بانی ہیں اور اپنے سے پہلی سب شریعتوں کے ناسخ ہیں۔ مگر جہاں انہوں نے ایسے بہت سے قانون اور رواج جو انسے پہلے بنی اسرائیل میں رائج تھے موقوف کیئے ہیں شراب کے متعلق حکم کو تبدیل نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے بھی شراب کو خداوند کا چڑھاوا قرار دیکر اسکو مقدس کیا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ گنتی باب۱۸ آیت ۱۲ سے معلوم ہوتا ہے۔ اچھی سے اچھی شراب کا حضرت ہارونؑ اور انکی اولاد کے لئے جنکو کہانت کا عہدہ سپرد کیا گیا تھا۔ وعدہ کیا گیا ہے۔ اور بنی اسرائیل کا فرض رکھا گیا ہے۔ کہ وہ عمدہ شرابیں خدا تعالیٰ کے نام پر معبد پر چڑھائیں جنہیں کاہن استعمال کریں۔

یہ وعدے جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔ صرف حضرت ہارون اور انکی اولاد کے لئے ہیں مگر دوسرے بنی اسرائیل کو بھی خالی نہیں چھوڑا۔ بلکہ انکے لئے بھی حضرت موسیٰؑ سے خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ کہ اگر وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرینگے۔ اور شریعت کی پابندی کرینگے تو انکی رحم کے پھل اور انکی زمین کے پھل میں انکے غلہ اور انکی مے اور انکے تیل اور انکی گائیوں کی بڑھتی اور انکی بھیڑوں کے گلوں میں اس زمین پر جس کی بابت اس نے انکے باپ دادوں سے قسم کر کے کہا کہ تجھکو دونگا برکت بخشیگا۔ (استثناء باب۷ آیت ۱۳) اس حوالہ کے علاوہ توریت میں اور کئی جگہ بنی اسرائیل کیلئے شراب کی کثرت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور حضرت مسیحؑ کی آمد تک جسقدر انبیاءؑ اور سلاطین گذرے ہیں۔ عموماً سب کے ذکروں میں شراب کا بیان ہے۔ گویا انکی تمام تاریخ سے شراب کا استعمال نہایت کثرت سے ثابت ہوتا ہے۔

شراب اور مسیحی مذہب

حضرت موسیٰؑ کے بعد مذہبی دنیا میں عظیم الشان تبدیلی کر دینے والی ہستی جسکے بعد نبی عربی صلعم کے سوا کوئی تغیر عظیم پیدا کرنیوالا انسان مبعوث نہیں ہوا حضرت مسیح ہیں۔ اور اسوقت انکے ماننے والوں کو دنیا میں ایک خاص رتبہ اور عزت حاصل ہے اور انکی تعلیم کو وہ نہایت کامل اور مکمل ظاہر کرتے ہیں۔ انہوں نے بھی شراب کے متعلق جو کچھ فتویٰ دیا ہے وہ اسکی تقدیس کا ہی ہے۔ انجیل سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ شراب کو برا نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ

خود اسکو استعمال کرتے تھے۔ اور اس سے بڑھکر یہ کہ وہ معجزانہ طور پر شراب بناکر لوگوں کو پلاتے تھے۔ حضرت مسیح کا خود شراب کو استعمال کرنا۔ تو متی باب ۲۶ آیت ۲۹ سے ثابت ہے جہاں لکھا ہے۔ کہ مسیح نے حواریوں سے کہا کہ "میں تم سے کہتا ہوں کہ انگور کے پھل کا رس پھر نہ پیونگا اس دن تک کہ تمہارے ساتھ اپنے باپ کی بادشاہت میں نیا نہ پیوں" اور انکا معجزہ کے طور پر شراب بنانا۔ اور دوسروں کو پلانا یوحنا باب ۲ آیات ۳ تا ۱۰ سے ثابت ہوتا ہے۔ ان آیات کا مضمون یہ ہے "اور جب مے گھٹ گئی یسوع کی ماں نے اس سے کہا کہ انکے پاس مے نہ رہی یسوع نے اس سے کہا کہ اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام میرا وقت ہنوز نہیں آیا اسکی ماں نے خادموں کو کہا جو کچھ وہ تمہیں کہے سو کرو اور وہاں پتھر کے چھ مٹکے طہارت کیلئے یہودیوں کے دستور کے موافق دھرے تھے اور ہر ایک میں دو یا تین من کی سمائی تھی۔ یسوع نے انہیں کہا مٹکوں میں پانی بھرو سو انہوں نے انکو لبالب بھرا پھر اس نے انہیں کہا کہ اب نکالو اور مجلس کے سردار پاس لیجاؤ اور وے لے گئے۔ جب میر مجلس نے وہ پانی جو مے بن گیا تھا چکھا اور نہیں جانا کہ یہ کہاں سے تھا مگر چاکر کہ جنہوں نے وہ پانی نکالا تھا جانتے تھے تو میر مجلس نے دلہا کو بلایا اور اسے کہا کہ ہر شخص پہلے اچھی مے خرچ کرتا ہے اور ناقص اسوقت کہ جب پی کے چھک گئے پر تو نے اچھی مے اب تک رکھ چھوڑی ہے"

مذکورہ بالا حوالجات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ابتدائے عالم سے لیکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک تمام کے تمام مذاہب شراب کے جواز کا فتویٰ دیتے چلے آئے ہیں بلکہ اس کا استعمال بعض مذہبی رسوم میں بھی واجب رکھا جاتا رہا ہے اور اسے متبرک اور مفید شئے قرار دیا جاتا رہا ہے۔

شراب کے خلاف اسلام کی معجزانہ تعلیم

ان مذاہب کی موجودگی اور انکے رسوخ کے وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں۔ اور آپ ان تمام مذاہب کی تعلیم کے خلاف اللہ تعالیٰ کا یہ حکم اپنے پیروؤں کو سناتے ہیں۔ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس

واثمھما اکبر من نفعھما۔ یعنی لوگ تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ کہ شراب اور جوئے کے متعلق کیا حکم ہے کہدے کہ ان میں نقصان بھی بہت ہے اور لوگوں کیلئے نفعے بھی ہیں اور انکا ضرر انکے نفع سے زیادہ ہی سورۂ بقرہ آیت ۲۲۰۔ قرآن کریم میں ایک دوسری جگہ اس سے بھی زیادہ زوردار الفاظ میں شراب کو منع فرمایا گیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے یایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ٥ انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واحذروا فان تولیتم فاعلموا انما علیٰ رسولنا البلاغ المبین۔ یعنی اے مومنو! سوائے اسکے نہیں کہ شراب اور جوا اور چڑھاوے کی جگہیں اور لاٹری شیطانی کاموں میں سے ہیں پس اس سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ شیطان سوائے اسکے اور کچھ نہیں چاہتا کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعہ عداوت اور بغض پیدا کردے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور نماز سے تم کو روکدے پس کیا تم باز رہوگے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اور ہمیشہ چوکس رہو اور اگر تم باوجود سمجھانے کے پھر جاؤ تو خوب یاد رکھو کہ ہمارے رسول کا فرض صرف یہی ہے کہ تم لوگوں تک حق کو پہنچادے ۔

ان آیات میں شراب کو قطعی طور پر منع کردیا گیا ہے۔ اور اب مسلمان کیلئے اس چیز کا استعمال جائز نہیں ۔

میں بتا چکا ہوں۔ کہ جسوقت یہ حکم اسلام نے دیا ہے اسوقت تک تمام مذاہب شراب کو نہ صرف یہ کہ برا نہیں قرار دیتے تھے۔ بلکہ اس کے استعمال کو بالعموم اچھا سمجھتے تھے۔ اور بعض مذاہب کی رسوم میں اسکا استعمال واجب تھا۔ ایسے موقعہ پر اسلام کا شراب کو منع فرمانا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ دنیا اس حکم کی خوبی کو سمجھنے کے لئے ابھی تیار نہ تھی اس زمانہ کی طب شراب کو ایک نہایت ہی مقوی اور اعلیٰ درجہ کی شے قرار دیتی تھی اور اسکا پینا صحت جسمانی کے لئے نہایت مفید قرار دیا جاتا تھا۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے

اسلام نے شراب کو منع فرمایا۔ اور قطعی طور پر اس کا استعمال ناجائز قرار دیدیا۔ اور یونہی بلا وجہ نہیں۔ بلکہ دلائل کے ساتھ۔ اور دلائل دیتے وقت بھی تعصّب سے کام نہیں لیا۔ بلکہ اسکے استعمال کو منع کرتے وقت یہ بھی اقرار کیا ہے۔ کہ اس میں فوائد بھی ہیں ؎

ممکن ہے۔ کہ بعض فلسفیوں نے اسکے استعمال کو بعض حالات میں ناپسند کیا ہو لیکن جس رنگ میں اسلام نے اس مسئلہ کو حل کیا ہے۔ اور کسی نے نہیں کیا۔ مثلاً جینی مت جو درحقیقت مذہب نہیں ہے۔ بلکہ ایک فلسفہ ہے۔ اس میں بھی شراب کی ممانعت کا کچھ پتہ چلتا ہے۔ مگر کس بناء پر۔ کسی عقلی بناء پر نہیں۔ کسی علمی بناء پر نہیں۔ کسی مدلّل پیرایہ میں نہیں۔ بلکہ اسلئے کہ شراب کے تیار کرنے میں بہت سے کیڑوں کی جان جاتی ہے۔ اور چونکہ جان کا ہلاک کرنا جینی اصول کے ماتحت ناجائز ہے۔ اسلئے شراب کا استعمال کرنا بالکمال پیروؤں کو نہیں چاہیئے۔ یہ ممانعت درحقیقت نہ تو کلی ممانعت ہے۔ اور نہ شراب پر بذاتہٖ نظر ڈالکر اس بات کو مدِ نظر رکھکر کہ شراب کا اثر اسکے استعمال کرنیوالے پر کیا پڑیگا۔ اس کا حکم دیا گیا ہے۔ بلکہ صرف اسلئے کہ شراب کا استعمال جینی فلسفہ کے اس مرکزی اصل کے خلاف تھا۔ کہ جیو ہتیا کسی طرح نہیں ہونی چاہیئے۔ اس کا استعمال ناپسند کیا گیا ہے؎

غرض اسلام تمام مذاہب میں سے بلکہ تمام تعلیموں میں سے شراب کے منع کرنے اور با دلائل طور پر منع کرنے میں منفرد ہے۔ اور ایسے وقت میں اس نے شراب سے اپنے پیروؤں کو منع کیا ہے۔ جبکہ لوگ ابھی اس مناعی کے حکم کو پورے طور پر سمجھنے کے بھی قابل نہیں تھے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ باوجود اسکے کہ قرآن کریم نے صاف بتادیا تھا۔ کہ شراب کے نقصانات اسکے منافع سے زیادہ ہیں۔ مسلمان اطباء اپنی کتب میں برابر شراب کی تعریفیں اور خوبیاں بیان کرتے رہے ہیں۔ اور اس کثرت سے بیان کرتے رہے ہیں۔ کہ انکی کتب کو پڑھکر حیرت آتی ہے۔ چنانچہ میں اسجگہ صرف موجز کی کسی قدر عبارت مختصراً بیان کردیتا ہوں۔ جو ایک عام درسی کتاب ہے۔ اس کتاب کا مسلمان مصنّف شراب کے وصف میں یوں بیان کرتا ہے:۔

"اور چاہیئے۔ کہ مجلس شراب کے ارد گرد منظر لذیذ ہو پھول ہوں پیارے دوست ہوں

عمدہ خوشبوئیں ہوں دل خوش کن راگ ہو۔ اور ہر غم پہنچانیوالی اور دل کو تنگ کرنیوالی چیز کو دور کردینا چاہیئے۔ مثلاً بغل کی بُو بوسیدہ لباس غم وغصہ اور شراب نہا کر اور عمدہ کپڑے پہن کر اور سر اور ڈاڑھی کے بال کُھلے چھوڑ کر اور ناخن کٹوا کر پینی چاہیئے۔ اور یہ بھی چاہیئے۔ کہ جس مقام پر شراب پی جاوے وہ ہوادار اور کُھلا ہو اور جاری پانی کے کنارہ پر ہو۔ اور اسوقت لطیفہ گو دوست ساتھ ہوں۔ کیونکہ شراب نفسانی قوّتوں کو تحریک کرتی ہے۔ اور تمام شہوات کو ابھارتی ہے پس جب کوئی قوّت اپنے مطلب کو نہیں پاتی۔ تو تکلیف محسوس کرتی ہے۔ اور منقبض ہوجاتی ہے۔ پس نفس شراب کی طرف پورے شوق سے راغب نہیں ہوتا۔ اور نہ پورے طور پر اسے پچاتا ہے۔ پس شراب کا نفع کم ہوتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات شراب کا پینا بیکار جاتا ہے اور **شراب پینے سے نفع کی نسبت نقصان زیادہ ہوجاتا ہے**" شراب کی نسبت یہ رائے ساتویں صدی ہجری کے ایک مصری مسلمان مصنّف کی ہے۔ اور اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے۔ کہ باوجود سات سو سال کی علمی ترقی کے مسلمان بھی شراب کی مضرت کو علمی طور پر سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ اور اسوقت تک کی تحقیقات سے مجبور ہو کر لکھتے رہے ہیں۔ کہ شراب کا نفع اسکی مضرتوں سے زیادہ ہے۔ حالانکہ قرآن کریم صاف فرما چکا ہے۔ کہ اسکا نقصان اسکے نفع سے زیادہ ہے ؛

غرض قرآن کریم نے آج سے تیرہ سو سال پہلے جو تعلیم شراب کے متعلق تمام مذاہب کے برخلاف دی تھی۔ اور جس طرح دی تھی۔ اسے انسانی عقل نہیں پہنچ سکتی تھی۔ حتیٰ کہ باوجود قرآن کریم کے بیان کے خود مسلمان اطبّاء علمی طور پر شراب کی مضرت کو ثابت نہیں کرسکے۔ اور انکو مجبوراً اس امر کا اقرار کرنا پڑا۔ کہ شراب ایک نہایت ہی نفع رسان شئے ہے ؛

زمانہ پر زمانہ گذرتا گیا۔ اور صدی کے بعد صدی آتی گئی۔ مگر شراب کے متعلق وہی تحقیق رہی جو ہزاروں سال سے چلی آتی تھی۔ کہ شراب ایک عمدہ شے ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ اس تحقیق کی اور بھی تصدیق ہوتی گئی۔ اور اگر کسی علم کے لئے یہ ممکن ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے کلام کی تکذیب کرسکے تو کہا جاسکتا ہے۔ کہ علم طب نہایت دلیری سے قرآن کریم کے

اس ارشاد کی تکذیب صدیوں تک کرتا رہا ہے *

یونانی طب کے دَور کے ختم ہونے اور طب جدید کے دَور کے شروع ہونے پر اور ہزاروں تحقیقاتوں کو توردّی کر کے پھینکدیا گیا۔ لیکن شراب کی خوبیوں کے اظہار پر پہلے سے بھی زیادہ زور دیا جانے لگا۔ اگر طب قدیم تندرست آدمی کی صحت کے قیام اور کمزوری کی طاقت کے بڑھانے کے لئے شراب کے استعمال کو مفید قرار دیتی تھی۔ تو طب جدید نے بعض خطرناک قسم کے مریضوں کا علاج ہی برانڈی تجویز کیا اور اس کے فوائد پر اسقدر زور دیا جانے لگا۔ کہ کوئی ہسپتال مکمّل نہیں سمجھا جاتا تھا جس میں برانڈی کی چند بوتلیں نہ رکھی گئی ہوں اور شراب کو آبِ حیات قرار دیا جانے لگا۔ اور بعض لوگ علی الاعلان کہنے لگے۔ کہ جبتک شراب کو اسلام جائز نہ قرار دے۔ دنیا کا اسلام کی طرف جھکنا ناممکن امر ہے *

مگر باوجود ان تمام تحقیقاتوں اور طبعی شہادتوں کے قرآن کریم کا یہ فیصلہ روشن حروف میں چمک رہا تھا۔ کہ شراب کی مضرتیں اسکے فوائد سے زیادہ ہیں۔ اور باوجود زمانہ کی ناموافق رائے کے کوئی شخص اس فیصلہ کو بدل نہیں کرسکتا تھا۔ کیونکہ قرآن کریم خدا کا کلام اور آخری شریعت ہے جسکے بعد کوئی اور شریعت نہیں *

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ شراب کی مضرتیں صرف جسم انسانی تک ہی محدود نہیں بلکہ اس کا اثر اخلاق پر بھی پڑتا ہے۔ اور بہت پڑتا ہے۔ جیسا کہ خود قرآن کریم نے سورۂ مائدہ میں اسکی طرف ان الفاظ میں اشارہ بھی فرمایا ہے۔ کہ شیطان تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعہ عداوت اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے۔ مگر کتنے لوگ ہیں۔ جو کھانے پینے کی چیزوں کے ان اثرات کی طرف جو اخلاق پر ہوتے ہیں۔ توجہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور پھر اس زمانہ میں تو ایک بہت بڑی مشکل یہ بھی ہو گئی تھی۔ کہ تمدن اور تہذیب کی خرابی اور زوال اور انحطاط کے باعث وہ قوم جو شراب سے مجتنب ہے اپنے اخلاق میں بہت ہی گر گئی تھی۔ پس مقابلہ کیا جاتا تو کسطرح اور چند مثالوں سے کبھی کوئی

مسئلہ پوری طرح صاف نہیں ہو سکتا۔ جو ان قوموں سے تعلق رکھتا ہو۔ اسکے حل کرنیکے لئے قوموں کی ہی مثالیں درکار ہوتی ہیں۔ اور انکا بہم پہنچانا ناممکن ہو رہا تھا۔ پس علمی طور پر علم طب کے ذریعہ ہی اسپر روشنی پڑتی تھی اور اس مسئلہ کا پورے طور پر فیصلہ ہو سکتا تھا ؂

قرآن خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور اس کا ایک ایک لفظ جسقدر معانی پر دلالت کرتا ہے۔ ان تمام معانی کی صداقت خدا تعالیٰ خود ظاہر کرتا ہے۔ اور زور آور نشانوں سے ثابت کرتا ہے۔ ہاں بعض معانی کی صداقت ہمیشہ سے ثابت چلی آتی ہے تاکہ ہر زمانہ کے لوگوں کے لئے وہ حجّت ہو۔ اور بعض معانی کی صداقت وہ آہستہ آہستہ مختلف زمانوں میں ثابت کرتا ہے۔ تا معلوم ہو۔ کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔ اور کسی انسان کا اس کی تالیف میں دخل نہیں۔ کیونکہ اس میں وہ باتیں ہیں۔ جو اس زمانہ کے علوم سے تعلق نہیں رکھتیں۔ شراب کے حکم کے متعلق بھی یہ دونو پہلو اختیار کیئے گئے تھے۔ اس کی اخلاقی مضرتیں تو ہر زمانہ میں ثابت کی جا سکتی تھیں۔ گو لوگ اس کی طرف پوری توجہ کریں یا نہ کریں۔ اور گو بعض زمانوں میں بہ نسبت دوسرے زمانوں کے انکا ثابت کرنا زیادہ مشکل ہو۔ لیکن شراب پینے کی چیز ہے۔ اور پینے کی چیزوں کا پہلا اثر جسم انسانی پر پڑتا ہے۔ اور ان اشیاء کے متعلق طبعاً لوگوں کی توجہ بھی ایسے ہی اثرات کے معلوم کرنیکی طرف پھرتی ہے پس اس حکم کی اہمیت اور خوبی اسی وقت پورے طور پر منکشف ہو سکتی تھی۔ جبکہ اس کے جسمانی اثرات کی مضرتیں بھی روز روشن کی طرح ثابت ہوں۔ اور پھر اس کے نفع سے زیادہ ثابت ہوں ؂

اس اظہار حقیقت کا بھی آخر وقت آگیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو بعض ایسی ایجادوں کی توفیق دی۔ جن کے ذریعہ سے انسان نہایت باریک اعصاب اور ریشوں پر مختلف ادویات اور اغذیہ اور تغیرات موسم اور احساسات کا جو اثر ہو سکتا

ہے۔ اسے معلوم کرنیکے قابل ہو گیا۔ ان ایجادوں نے جہاں اور عظیم الشان تغیرات پیدا کئے ہیں۔ وہاں شراب کے متعلق بھی قدیم علمی تحقیقات کی غلطی کو ثابت کر دیا اور اکثر علماء طب کو اس بات کا اقرار کرنا پڑا۔ کہ اس کے ضرر اسکے نفعوں سے زیادہ ہیں؛

اس قدیم اور مستحکم خیال کے بدل دینے کا فخر علم النفس کے ایک ماہر کریپلین کو حاصل ہے۔ جس نے اپنے بعض ہم خیالوں کی مدد سے کوشش کر کے اس امر کو ثابت کر دیا ہے۔ کہ شراب کی چھوٹی سی چھوٹی مقدار کے ایک ہی دفعہ کے استعمال سے بھی انسانی دماغ کے باریک جراثیم اور اعلیٰ درجہ کے علمی مرکزوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے؛

اسی طرح ہاج نے بھی الکوہل کے اس اثر کے متعلق تجربات کئے۔ جو پٹھوں پر پڑتا ہے۔ اور وہ اس نتیجہ پر پہنچا ہے۔ کہ شراب کے استعمال سے برداشت اور ذکاوت اور صبر کی قوتوں کو نہایت سخت نقصان پہنچتا ہے۔ مسٹر الیگزنڈر ہرالس ایم ڈی ڈی پی ایچ جو ماہر علم الاغذیہ ہیں شراب کے متعلق اپنی تحقیقات ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:۔

؎ ان علمی تحقیقاتوں نے جب لوگوں کی آنکھوں کو کھولدیا۔ تو ہر فن کے آدمیوں کو اس طرف توجہ ہوئی۔ چنانچہ بوئروں کی جنگ میں سر فریڈرک ٹریوس نے اس فوج کے متعلق جو لیڈی سمتھ کے محاصرہ کے اٹھانیکی کوشش کرنیکے لئے گئی تھی اپنی رپورٹ میں لکھا کہ " اس تیس ہزار آدمی کی لمبی قطار میں جو لوگ پہلے تھک کر گرنے شروع ہوئے۔ وہ نہ تو لمبے آدمی تھے۔ اور نہ چھوٹے آدمی تھے۔ نہ موٹے آدمی تھے۔ نہ دبلے آدمی تھے۔ ان گرنے والوں کا ایک ہی نشان تھا۔ اور وہ یہ کہ وہ شرابی تھے۔ اور یہ بات اس لشکر میں ایسی واضح نظر آتی تھی۔ کہ یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا کسی نے کوئی موٹا حرف انکی پیٹھ پر بطور نشان لکھ کر لگا دیا ہے "

؎ " اسمیں کچھ شبہ اب باقی نہیں رہا۔ کہ شراب درحقیقت ایک نہایت سخت زہر ہے۔ جو باریک ریشوں کو تباہ کر دیتا ہے۔ پہلے تو یہ اپنا خراب اور اثر ظاہر کرتا ہے

اور آہستہ آہستہ تحلیل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ خصوصاً اعصاب کو سخت نقصان پہنچاتا ہے۔ درحقیقت اس کا حق نہیں کہ اسے مقوی ادویہ میں شامل کیا جاوے۔ کیونکہ یہ صرف ایک ایسی دوائی ہے۔ جو ایک عارضی تحریک کر دیتی ہے۔ مگر اسکے بعد ایک طویل عرصہ تک ضعف رہتا ہے۔ قریباً تمام سمجھدار ڈاکٹروں کی رائے اب یہی ہو گئی ہے۔ کہ صحت میں اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اور اگر بیماری کے علاج میں اس کا فائدہ بالکل مشتبہ نہ سمجھا جاوے۔ تو بھی یہ بات تو محقق ہے۔ کہ یہ اس قابل ہے کہ اس کی جگہ عموماً دوسری ایسی دوائیں استعمال کی جاویں۔ جو اس سے کم ضرر رساں ہیں گی

ان انکشافات کا اثر لازمی طور پر علم طب پر پڑنا تھا۔ اور پڑا۔ چنانچہ ۱۹۰۰ء سے برابر علم طب کے ماہروں کی توجہ اس طرف پھرنی شروع ہو گئی۔ کہ شراب کے استعمال کو کم کیا جاوے۔ چنانچہ ایڈنبرگ کے ایک ہسپتال میں جہاں ۱۸۹۱ء میں فی مریض براوسطاً نو روپیہ کی شراب خرچ ہوئی تھی ۱۹۰۰ء میں کل بارہ آنہ کی خرچ ہوئی۔ مگر اس تجربہ کی کامیابی نے ان کی توجہ کو اور بھی کھینچا۔ اور ۱۹۰۹ء میں سر تھامس فریزر نے جو اس زمانہ کے سب سے بڑے ڈاکٹروں میں سے ہیں۔ اپنے زیر علاج مریضوں کو ایک ماشہ شراب بھی استعمال نہیں کرائی۔ اور اب بہت سے ہسپتال اس قسم کے تجارب کر رہے ہیں۔ اور اب سوائے چند شدید بیماریوں مثلاً نمونیہ۔ خناق اور محرقہ کے بہت کم استعمال کی جاتی ہے اور وہ بھی بہت کم۔ اور تندرستوں کے لئے بھی اس کا استعمال اب مضر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اگر اس حد تک ہی اس تحقیقات کا اثر ختم ہو جاتا۔ تب بھی نتیجہ موہوم رہتا۔ کیونکہ اگر بعض سائنسدان اور ڈاکٹر شراب کی مضرتیں علم اور تجربہ کی بنا پر ثابت کر دیتے۔ لیکن عملاً اسکا پبلک پر کچھ اثر نہ پڑتا۔ تب یہ سائنس کی ایک منفرد آواز کہلاتی اور سمجھا جاتا۔ کہ جس طرح سائنسدانوں نے انسانی خوراک کی ہر ایک چیز کی تحقیقات کرتے وقت ایسی بال کی کھال کھینچی ہے کہ کوئی چیز بھی انکی تحقیقات کے رو سے بے ضرر ثابت نہیں ہوتی۔ اور ہر ایک چیز

دیکھو صفحہ ۹۵ نشان ۵

میں کچھ نہ کچھ نقص ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح شراب کے متعلق بھی انہوں نے رائے دیدی ہے۔ پس اس علمی تحقیقات کی صداقت کے ثابت کرنیکے لئے ضروری تھا کہ پبلک کی تصدیق کی مُہر بھی اسپر ہو۔ کیونکہ گو علمی طور پر کسی مادی چیز کی حقیقت کا ثابت کرنا ڈاکٹروں اور سائنسدانوں کا کام ہے۔ لیکن جو تحقیقاتیں کہ عملیات کے متعلق ہوں ان کی صداقت کا فیصلہ کرنیکے لئے پبلک ہی سب سے بہتر جج ہوتی ہے۔ اور ہمیشہ سے اسکے فیصلہ کو قبول کیا جاتا رہا ہے۔ پس ریاستہائے متحدہ کے دس کروڑ باشندوں کے نمائندوں کا نہایت جوش کے ساتھ شراب کے ترک کا فیصلہ کر دینا ایک عظیم الشان امر ہے۔ اور اس بات کو ثابت کرتا ہے۔ کہ شراب کے متعلق ڈاکٹروں کی تحقیق بالکل درست تھی۔ اور نہایت اہم تھی۔ اور اس کا نظرانداز کر دینا۔ اپنی اور اپنی اولادوں کی صحتوں کو خطرہ میں ڈالدینا تھا ؛

غرض قرآن کریم کے فیصلہ کے تیرہ سو سال کے بعد دنیا پر اب جاکر روشن ہوا ہے کہ شراب کے ضرر اسکے فوائد سے بہت زیادہ ہیں۔ اور علمی طور پر یہ بات تحقیق کو پہنچ گئی ہے۔ اور اب وہ لوگ جو اچھی بات کے قبول کرنے کے لئے کسی رسم یا عادت یا خیال یا اصول کی پروا نہیں کرتے۔ اپنی غلطی کی اصلاح کی فکر کر رہے ہیں۔ وہ لوگ اپنی کوشش میں کامیاب ہونگے۔ یا عادت رسم اور پرانے مذہبی خیالات غالب آوینگے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ مگر یہ بات ظاہر ہے۔ کہ یہ جدو جہد اور جدید علمی تحقیق اس امر کو روز روشن کی طرح ثابت کر رہی ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم باقی تمام مذاہب کی تعلیموں پر ایک زبردست فوقیت رکھتی ہے حتیٰ کہ اسکے بعض احکام کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے جو وہ تمام دیگر مذاہب کے برخلاف دیتا ہے۔ دنیا کو تیرہ سو سال کی تحقیق کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور اس لمبی تحقیق کے بعد ہزاروں دھکے کھاکر وہ اسی نتیجہ پر پہنچتی ہے۔ کہ جو حکم اسلام نے دیا تھا۔ وہی درست اور صحیح تھا ؛

ریاستہائے متحدہ کے اس فیصلہ نے کہ شراب کی فروخت انکے ملک میں بالکل بند کیجاوے۔ نہ صرف یہ کہ اس علمی تحقیق کی حیثیت کو جو کچھ مدت سے سائنسدان کر رہے تھے۔ ایک منفردانہ آواز سے بلند کرکے ایک حقیقت اور ایسی حقیقت تک پہنچا دیا ہے۔ جسپر عمل کیئے بغیر چارہ نہیں بلکہ انکے اس فیصلہ سے بعض اور نتائج بھی پیدا ہوئے ہیں۔ جن سے اسلام کی صداقت ثابت ہوتی ہے ؎

میں بتا چکا ہوں۔ کہ شراب کا اثر صرف جسم پر ہی نہیں پڑتا بلکہ اخلاق پر بھی پڑتا ہے۔ اور میں نے بتایا تھا کہ گو استعمال سے اخلاق پر جو بد اثر پڑتے ہیں۔ انکو علمی طور پر تو ثابت کیا جاسکتا ہے۔ اور منفرد مثالوں سے اسکی تائید کی جاسکتی ہے۔ بحیثیت قوم ایسی مثالیں بہم پہنچانی اسوقت تک مشکل تھیں کہ جن سے ثابت کیا جاسکے۔ کہ شراب کا اثر اخلاق پر کیسا برا ہوسکتا ہے۔ اور پھر مختلف اقوام کا آپسمیں مقابلہ کرکے دکھانا۔ اسلیئے بھی کچھ مفید نہیں۔ کہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ تمدن یا ترفہ یا سیاست کے اختلاف کی طرف انکے اخلاق کی بہتری یا برائی منسوب ہوسکتی ہے۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ شراب کے پینے یا نہ پینے کا ہی وہ نتیجہ ہو۔ پس بہترین مثال جو شراب کے اثر کی حقیقت کے ثابت کرنے کے لئے مل سکتی تھی۔ وہ ایک ایسی قوم ہی ہوسکتی تھی۔ جو پہلے شراب پیتی ہو۔ اور بعد میں اس نے شراب ترک کردی ہو یا پہلے وہ شراب سے مجتنب رہی ہو۔ اور بعد میں اس نے شروع کردی ہو۔ اس قوم کے شراب پینے اور اسکے ترک کردینے کے زمانوں میں اگر کوئی نمایاں اختلاف اس کی اخلاقی حالت میں نظر آئے۔ تو اسپر کسی کو اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں رہ سکتی۔ اور ریاستہائے متحدہ نے وہ مثال بہم پہنچادی ہے ؎

ریاستہائے متحدہ میں شراب کی ممانعت کا قانون ابھی تھوڑے ہی عرصہ سے پاس ہوا ہے۔ پس ابھی اسکے مفید اثرات ایسے نمایاں نہیں ہوسکتے۔ مگر

پھر بھی اسوقت تک جو تغیر کہ ریاستہائے متحدہ کے باشندوں کے اخلاق پر اس قانون کا پڑا ہے۔ وہ صداقت پسند لوگوں کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہے ؛

سوائے شکاگو کے کہ جہاں نسلی عداوت کی وجہ سے گوروں اور کالوں کی آپس میں سخت لڑائی ہو گئی تھی۔ اور اس لڑائی میں بہت سے خون ہو گئے تھے۔ اور جسقدر شہر ریاستہائے متحدہ میں ہیں۔ انکی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شراب کی ممانعت کے بعد وہاں جرائم کی تعداد پہلے کی نسبت بہت کم ہو گئی ہے۔ شکاگو کے نسلی اختلافات کے فسادات کو اگر علیحدہ کر دیا جائے (جو شراب پینے کے زمانہ میں بھی وقتاً فوقتاً رونما ہوتے رہتے تھے) تو وہاں کے جرائم میں بھی حیرت انگیز کمی نظر آتی ہے۔ چنانچہ شکاگو کے محکمۂ سراغ رسانی کے افسر مسٹر جیمز ایل مونی نے شکاگو جرنل میں شائع کرایا ہے۔ کہ ممانعت شراب کے پہلے ہی دنوں میں جرم پچاس فیصدی کم ہو گیا ہے۔ اور اگر یہی بات جاری رہی تو میں ممانعت شراب کی تائید کرونگا۔

ٹربیون امریکہ کے بیان کے مطابق پولیس کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام علاقۂ ریاستہائے متحدہ میں شراب کی ممانعت کے زمانہ کا اگر اسی قدر عرصہ اس سے پہلے کے زمانہ سے مقابلہ کیا جاوے۔ تو جرم پندرہ فی صدی کم ہو گیا ہے ؛

اس امر سے اندازہ کر لو کہ کسقدر آدمی سالانہ شراب کے ترک کرنیکی وجہ سے جیلخانوں میں جانے سے بچ گئے۔ اور دوسروں کے لئے بدنمونہ ہونے سے محفوظ ہو گئے۔ اگر ایک لاکھ آدمی سالانہ خیال کیا جاوے۔ تو پندرہ ہزار آدمی سالانہ اس ذلت و رسوائی سے شراب کے ترک کرنیکے باعث بچ گیا۔ چنانچہ پچھلے سال کی سرکاری رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صرف ریاست انڈیانہ میں پچھلے سالوں کی نسبت چودہ ہزار سات سو بتیس مجرم کم سزایاب ہوئے ؛

بہت سی عدالتیں رپورٹ کرتی ہیں۔ کہ پہلے کی نسبت خاندانی لڑائیوں کے مقدمات بہت کم ہو گئے ہیں۔ اور خیراتی کام کرنیوالی انجمنوں کی رپورٹ ہے۔ کہ شراب کی ممانعت

کے بعد بچوں کو اکیلا چھوڑ کر والدین کے بھاگ جانے یا انپر ظلم کرنیکے واقعات اب آگے سے کم ہو گئے ہیں ؛

کارخانہ والے بیان کرتے ہیں - کہ شرابی مزدور شراب سے بچنے والے مزدور کی نسبت پچیس فیصدی کم کام کرتا تھا - اور پیر بلکہ منگل کو بھی اس کا کام محض دکھاوے کا ہوتا تھا (کیونکہ اتوار کو بوجہ رخصت کے اور بوجہ تنخواہ بٹنے کے (مغربی ممالک میں ہفتہ وار تنخواہ ملتی ہے) مزدور پیشہ لوگ کثرت سے شراب پیتے ہیں }

بوسٹن کے حکام نے شہروں اور بچوں کی حفاظت کرنیوالی پولیس کو برطرف کر دیا ہے - کیونکہ بدکاری کی بدمعاشی کا زور شراب کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے ؛

ریاست انڈیانہ میں چھ ماہ کی ممانعت شراب کے بعد چونتیس جیلخانہ خالی ہو گئے اور بتیس جیلخانوں میں پانچ سے بھی کم مجرم رہ گئے ؛

بنکوں کا کام بہت بڑھ گیا ہے - کیونکہ لوگوں کو اسراف سے نجات مل گئی ہے اور گروی رکھنے والی دوکانوں کا کام بالکل ماند ہو گیا ہے ؛

غرض اسقدر عظیم الشان انقلاب امریکن لوگوں کے اخلاق میں پیدا ہو گیا ہے کہ کئی جگہ کی پولیس اس فکر میں ہے - کہ ہم میں سے کس کس کو اب برطرف کر دیا جاویگا ؛[1]

امریکہ کا یہ تجربہ کوئی معمولی تجربہ نہیں یہ تجربہ کئی کروڑ آدمیوں کا ہے - جو پہلے شراب پیتے تھے - اور اس تجربہ نے ثابت کر دیا ہے - کہ شراب کا استعمال اخلاق کو بالکل تباہ اور برباد کر دیتا ہے - اور اس تجربہ نے ثابت کر دیا ہے - کہ اسلام کو تمام دیگر مذاہب پر بلحاظ تعلیم کے فوقیت حاصل ہے - امریکہ ایک زمانہ میں شراب استعمال کرتا تھا - اور اس کی حالت اخلاقی بالکل اور تھی - اب اسنے

---

[1] ان معلومات کے لئے ہم رالف آرسٹوارٹ صاحب امریکن مشن صاحب کے ممنون ہیں - جن کے مضمون امریکہ میں ممانعت شراب مندرجہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور سے یہ حوالجات اخذ کئے گئے ہیں ؛

شراب کو ترک کر دیا ہے۔ اور اسکی حالت اور کی اور ہو گئی ہے۔ جرائم کم ہو گئے ہیں مقدمات کم ہو گئے ہیں۔ گھروں کے لڑائی جھگڑے کم ہو گئے ہیں۔ بچّوں پر ظلم کم ہو گیا ہے اسراف کم ہو گیا ہے۔ جیلخانہ بند ہو رہے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں دولت بڑھ رہی ہے۔ کام کی قابلیت ترقی پا رہی ہے۔ ملک میں کام کرنیوالوں کی زیادتی ہو رہی ہے۔ اور یہ سب اسلام کے ایک حکم کے ماننے کا نتیجہ ہے۔ اگر امریکہ اسلام کے سب حکم تسلیم کر لیگا۔ تو وہ کیا سے کیا بن جاویگا؟

اسلام کا تفوق دوسرے مذاہب پر

بلحاظ اس کی تاثیر کے

مَیں نے اپنے مضمون کے پہلے حصہ میں بتایا ہے۔ کہ شراب کے متعلق جو تعلیم اسلام نے دی ہے۔ اسکے لحاظ سے اسلام کو تمام دیگر ادیان پر بلحاظ تعلیم کے تفوق حاصل ہے۔ اب مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ شراب کے معاملہ میں نہ صرف بلحاظ تعلیم کے اسلام کو دیگر ادیان پر تفوق حاصل ہے۔ بلکہ بلحاظ تاثیر کے بھی دیگر ادیان اور تمام اخلاقی تحریکوں پر تفوق حاصل ہے۔

جن لوگوں نے شرابیوں کی حالت کو کبھی غور سے مطالعہ کیا ہے۔ اور ایسے لوگوں سے انکو واسطہ پڑا ہے۔ جنہیں شراب کی عادت ہو چکی ہو (اہل مغرب میرے اس جملہ پر تعجب نہ کریں۔ اسلامی ممالک اور ان علاقوں میں۔ جہاں مسلمان کثرت سے بستے ہیں۔ بالکل ممکن ہے۔ کہ ایک انسان شراب کے اثرات سے بالکل غافل ہو۔ اور اسے خبر ہی نہ ہو۔ کہ اس کا پینے والے پر کیا اثر پڑتا ہے) وہ اس امر کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ شراب کی عادت جن لوگوں کو پڑ جاتی ہے ان کے لئے اس کا چھوڑنا سخت مشکل ہوتا ہے۔ بلکہ دوسرے نشوں کے برخلاف شراب میں ایک یہ بھی خصوصیت ہے۔ کہ جن لوگوں کو اسکی سخت عادت پڑ جاتی ہے۔ ان کو

اس سے ایک قسم کا مجنونانہ لگاؤ ہو جاتا ہے۔ جو ورثہ کے طور پر انکی اولاد میں بھی منتقل ہو جاتا ہے۔ اور ایسے لوگ جبتک شراب میں مخمور نہ رہیں انکو چین نہیں آتا۔ اور اسکے حاصل کرنیکے لئے وہ سخت سے سخت جُرم سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ پس شراب کی عادت کا چھڑا دینا کوئی معمولی بات نہیں ؀

مَیں اپنے پہلے مضمون میں بتا چکا ہوں۔ کہ صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے۔ جس نے نہایت عمدگی سے اور دلائل کے ساتھ شراب کی ممانعت اپنی پیروان کو کی ہے۔ اور باقی سب ادیان نہ صرف یہ کہ شراب کے استعمال سے اپنے پیروان کو روکتے نہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض مذاہب نے اس کا استعمال مذہبی رسوم کے اندر داخل کر چھوڑا ہے۔ لیکن اب میں یہ بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ باوجود اس اجازت کے بلکہ بعض صورتوں میں حکم کے ان مذاہب کے بڑے بڑے آدمیوں نے شراب کی مضرتوں کو دیکھ کر یہ بھی خوب محسوس کر لیا تھا۔ کہ اگر شراب کا استعمال اس طرح جاری رہا۔ تو انکی قوم میں کیا بلحاظ صحت و تندرستی کے اور کیا بلحاظ اخلاق و آداب کے بہت گر جاویگی۔ چنانچہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابتدائے عالم سے ہی ایسے لوگ ہوتے چلے آئے ہیں۔ جو یہ تحریک کرتے چلے آئے ہیں۔ کہ شراب کا استعمال کم کیا جاوے۔ اور اعتدال کو ہر حالت میں مدِّ نظر رکھا جاوے تمام مشرقی ممالک کی تاریخ (اور یہی ممالک پُرانے زمانہ میں تہذیب و تمدّن کے جھنڈے کے بلند کرنیوالے تھے) اس بات پر شاہد ہے۔ کہ قدیم سے قدیم زمانہ سے ہندوستان۔ ایران۔ چین۔ فلسطین۔ مصر۔ یونان اور کارتھیج کے علماء مذہبی فلاسفر اور مقنن بدمستی سے دُور کرنے کے لئے کوشش کرتے رہے ہیں لیکن انکی کوششوں کا کیا نتیجہ نکلا؟ یہی کہ اگر بعض آدمیوں نے کچھ مدّت کیلئے شراب کا استعمال کم کر دیا تو کچھ عرصہ کے بعد پھر تمام کا تمام ملک اس "آب حیات" سے اپنی روح کو تازہ کرنے کے لئے دوڑ پڑا ؀

کسی ملک میں کسی مدبر کسی مقنن کسی واعظ کسی فلاسفر کی کوشش کا یہ نتیجہ نہیں نکلا کہ لوگوں نے واقعہ میں شراب کم کردی ہو۔ اور وہ اس عہد پر قائم رہے ہوں۔ اگر ایک جماعت نے اس کا استعمال کم کردیا تو دوسری نے اسکی کسر پوری کردی۔ شراب بہرحال اپنے مرکز پر قائم رہی۔ اور اسے کوئی شخص اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکا۔ اور وہ برابر بنی نوع انسان کے منہ چڑھی رہی حتیٰ کہ وہ زمانہ آگیا جبکہ سڑا کر بنائی ہوئی شراب کی بجائے کشید کردہ شراب کا نسخہ آرنلڈس ڈی ولانو وا نے تیرھویں صدی میں معلوم کیا اور اسے ایک آسمانی برکت قرار دیا۔ چونکہ اس طریق پر کشید کردہ شراب بہت تیز ہوتی ہے اور جلدی انسان کو مدہوش کردیتی ہے۔ اس ایجاد کا نتیجہ یہ ہوا کہ کثرت سے لوگ مدہوش نظر آنے لگے۔ اور جہاں اس شراب کی ایجاد سے لوگوں کے لیئے تباہی کا ایک اور دروازہ کھل گیا۔ وہاں اسکے بدنتائج کو زیادہ وضاحت سے دیکھ کر عقلمندوں کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔ شروع شروع میں تو یہ نوایجاد آب حیات صرف امراء کے لئے مخصوص تھا۔ کیونکہ غرباء میں اس کے خریدنے کی طاقت نہ تھی مگر سترھویں صدی عیسوی میں ایسی شرابیں نکل آئیں۔ کہ جنکا خریدنا ہر ایک کیلئے آسان ہوگیا۔ اور یورپ شراب میں غرق ہوگیا۔ لنڈن کی گلیوں میں بڑے بڑے بورڈ اس مضمون کے لگ گئے کہ "ایک پنی میں مست"۔ اور "دو پنی میں بے ہوش" اور "تنکوں کا بستر مفت"۔ جسپر سو کر اپنا نشہ اُتارلو۔

اس ارزانی کا نتیجہ تھوڑے ہی دنوں میں لنڈن کے گلی کوچوں میں نظر آنے لگا۔ چنانچہ لارڈ لانسڈ ایل نے ۱۷۴۳ء میں مجلس نوابان میں اپنی ایک تقریر کے دوران میں اس کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے:۔

"اس بڑے دارالخلافہ کے ہر ایک حصہ میں جو بھی گلیوں کوچوں اور بازاروں میں سے گذریگا۔ وہ گلیوں کے فرش پر خستہ حال انسانوں کو پڑا ہوا پائیگا۔ جو بالکل بے ہوش اور بے حرکت ہوتے ہیں۔ اور مسافر رحم کھا کر انکو راستہ سے ایک طرف کردیتے ہیں

تا وہ گاڑیوں کے پہیوں کے نیچے آکر نہ کچلے جائیں۔ یا گھوڑوں کے سموں کے نیچے نہ روندے جائیں۔ یا نالیوں کی میل سے انکا دم نہ گھٹ جائے۔ یہ شرابیں نہ صرف عقل کو مار دیتی ہیں۔ بلکہ جسم کے لئے زہر کا کام دیتی ہیں۔ ان سے نہ صرف ہمارے بازار اور کوچے مدہوش آدمیوں سے پر ہوتے ہیں۔ اور نہ صرف ہمارے جیلخانے مجرموں سے بھر جاتے ہیں۔ بلکہ ہمارے شفاخانے بھی اپاہج لوگوں سے بھر جاتے ہیں۔ جو عورتیں اس زہریلے نشہ سے سرشار ہو کر بازاروں اور گلیوں میں شور اور مفسدہ کرتی ہیں۔ وہ جلدی ہی بچے جننے کے قابل نہیں رہتیں۔ اور جنکے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ پیدائش سے ہی مریض ہوتے ہیں" (دیکھو انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ طبع یازدہم)

جو حال لنڈن کا تھا۔ وہی دوسرے یوروپین اور امریکن شہروں کا تھا۔ اور قصبات اور گاؤں بھی اس بلاء سے محفوظ نہ تھے۔ پس اس ابتر حالت نے تمام ترقی یافتہ ممالک کی آنکھیں کھولدیں۔ اور ملک کے بہی خواہوں نے اس مصیبت سے اپنے ممالک کو بچانے کیلئے وعظ و پند سے ابنائے وطن کو سمجھانا شروع کیا۔ اور اٹھارھویں صدی کا آخری حصہ اس کشمکش میں گذرا۔ مگر کوئی معتدبہ فائدہ نہیں ہوا۔ شراب اپنے زور پر رہی۔ بلکہ اس کا استعمال بڑھتا گیا ؛

مغربی ممالک میں سوسائٹیوں کے ذریعہ شراب کے انسداد کی کوشش

انیسویں صدی کے شروع میں ان لوگوں نے جو اس وبا کو دنیا سے مٹانا چاہتے تھے۔ دیکھ لیا کہ اکیلے اکیلے اسکا مقابلہ کرنا انکے لئے مشکل ہوگا۔ اور سب سے پہلے ممالک متحدہ میں ایک سوسائٹی ۱۸۰۸ء میں اس غرض کے لئے بنائی گئی کہ باقاعدہ جدوجہد کے ساتھ شراب کا استعمال کم کرایا جاوے۔ اس باقاعدہ انتظام کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کام میں ایک جان پڑگئی۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں مختلف حصۂ ملک میں اسی قسم کی اور سوسائٹیاں بننی شروع ہوگئیں۔ اور ۱۸۳۲ء تک یعنی پچیس سال کے

عرصہ میں امریکہ میں چھ ہزار مقامی انجمنیں شراب کے استعمال کے کم کرنیکی جدوجہد کرنے کیلئے بن چکی تھیں۔ اور انکے ممبروں کی تعداد دس لاکھ سے زیادہ تھی۔ امریکہ کی یہ تحریک یورپ پر بھی اپنا اثر کیئے بغیر نہیں رہ سکتی تھی۔ چنانچہ سب سے پہلے آئرلینڈ میں جو ممالک متحدہ سے خاص تعلق رکھتا ہے ۱۸۱۸ء میں استیصال شراب کے لئے ایک انجمن بنائی گئی۔ اور ۱۸۲۹ء میں پچیس سوسائٹیاں اس غرض کے لئے آئرلینڈ میں بن چکی تھیں۔ اور دو یا تین سکاٹ لینڈ میں ؂

۱۸۳۰ء میں یہ تحریک انگلستان میں بھی پھیل گئی۔ اور وہاں انجمنوں کے قیام کے علاوہ ایک اخبار بھی اس غرض کیلئے شائع کیا گیا جس کا نام تھا۔ ٹمپرنس سوسائٹیز ریکارڈ۔ یعنی اعتدال قائم کرانے والی انجمنوں کی کارگذاری۔ انگلستان میں یہ تحریک بہت جلد پھیل گئی۔ اور ایک ہی سال میں ایک سو تائیس انجمنیں قائم ہو گئیں۔ جنکے تیئس ہزار چندہ دینے والے ممبر تھے۔ اور ساٹھ ہزار ہمدرد تھے۔ جنہوں نے شراب سے اجتناب کرنیکا عہد کر لیا تھا ؂

۱۸۳۱ء میں اس تحریک کو اور بھی تقویت حاصل ہوئی۔ اور لنڈن میں ایک سوسائٹی شراب کے استعمال کے خلاف قائم کی گئی۔ جس کا نام برطانیہ اور ممالک غیر میں اعتدال قائم رکھنے والی سوسائٹی رکھا گیا۔ اس سوسائٹی کے بانی بہت بڑے بڑے لوگ تھے۔ اور پریذیڈنٹ بشپ آف لنڈن تھے۔ ۱۸۳۷ء میں ملکۂ معظمہ وکٹوریہ آنجہانی اس سوسائٹی کی مربی بن گئیں۔ اور شاہی ہمدردی کی مدد سے اس سوسائٹی کو اور بھی اقتدار حاصل ہو گیا۔ لیکن ۱۸۵۰ء میں ان انجمنوں کا کام بالکل ماند پڑ گیا۔ اور پھر ایک دفعہ شراب کا بھوت لوگوں کے سروں پر سوار ہو گیا۔ نہ شاہی ہمدردی سے یہ تحریک کامیاب ہوئی۔ اور نہ سینکڑوں انجمنوں کے قیام سے نہ ڈاکٹروں اور سائنسدانوں کی چیخ و پکار سے ؂

اسی دوران میں جبکہ انجمنوں اور لاٹ پادری صاحبان کے ذریعہ سے اور

شاہی اعانت سے شراب کے استعمال کے کم کرنیکی کوشش ملک میں ہو رہی تھی۔ ایک نئی تحریک روحانی لوگوں کے ذریعہ اس مرض کو دور کرنیکی شروع ہوئی۔ اور ریورنڈ تھیو بالڈ میتھیو آف کارک جو ایک روحانی آدمی خیال کیا جاتا تھا۔ اس نے اس باقاعدہ گرجا کی کوششوں کے علاوہ اپنے طور پر بھی شراب کے استعمال کے خلاف کوشش شروع کی۔ اس شخص کے کلام کا ایک خاص اثر تھا۔ اور جہاں یہ جاتا تھا۔ ہزاروں آدمی اسکے لیکچر سننے کے لئے جمع ہو جاتے تھے۔ اور گروہ در گروہ آیندہ شراب سے اجتناب کرنیکی قسمیں کھاتے تھے۔ فادر میتھیو نے کہ جس نام سے وہ لوگوں میں مشہور تھا ۱۸۳۸ء سے ۱۸۴۲ء تک آئرلینڈ کا دورہ کیا۔ اور اس عرصہ میں اسکے وعظ کا اسقدر اثر ہوا۔ کہ ۱۸۴۲ء میں چھیالیس آدمی سے زیادہ شراب سے مجتنب ہو گئے تھے۔ مگر یہ بیان بہت مبالغہ آمیز ہے۔ کیونکہ یہ تعداد اس تعداد آبادی سے بھی زیادہ ہے۔ جو اسوقت آئرلینڈ میں بستی ہے۔ اور گو آئرلینڈ میں اسوقت آبادی کم ہو رہی ہے۔ مگر پھر بھی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ کہ آج سے اسّی سال پہلے وہاں موجودہ آبادی سے بھی زیادہ لوگ شراب استعمال ترک کر دیں۔ اور پھر بھی کافی تعداد میں شراب کا استعمال ہوتا رہے۔ ان اعداد کی نسبت اس شراب کی مقدار کے اعداد جو اسوقت آئرلینڈ میں استعمال ہوتی تھی۔ زیادہ صحیح ہیں۔ ان اعداد سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آئرلینڈ میں شراب کا استعمال تین سال کے عرصہ میں ایک کروڑ آٹھ لاکھ پندرہ ہزار گیلن سے گر کر باون لاکھ نوے ہزار گیلن تک رہ گیا تھا۔ مگر جیسا کہ اسوقت کے حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ صرف فادر میتھیو کے وعظوں کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ ان اقتصادی تغیرات کا بھی اس میں بہت کچھ دخل تھا۔ جو اسوقت آئرلینڈ میں ہو رہے تھے۔ آئرلینڈ کے بعد فادر میتھیو نے انگلستان کا دورہ کیا۔ اور یہاں بھی اسکو بہت کامیابی ہوئی مگر آئرلینڈ کے برابر نہیں۔ مگر ۱۸۴۵ء میں اس نے اپنی آنکھوں سے اپنی ناکامی کے آثار پیدا ہوتے ہوئے دیکھ کر امریکہ کا رخ کیا۔ اور وہاں بھی اسے ایک حد تک کامیابی حاصل ہوئی۔ مگر اسکی موت ایک ناکام موت ہوئی۔ کیونکہ ۱۸۵۶ء میں جبکہ وہ فوت ہوا برطانیہ اور

امریکہ دونو جگہ ٹمپرنس کا کام ماند پڑ گیا تھا۔ اور وہی قسمیں کھانے والے لوگ پھر شراب کا جام اُڑانے لگ گئے تھے ؎

چار سال تک ٹمپرنس کا کام ماند پڑا رہا۔ اور گو کام جاری رہا۔ مگر عمداً لوگ اس کام میں دلچسپی لینے سے ہٹ گئے۔ اور بعض بعض بڑی سوسائٹیاں ٹوٹ گئیں لیکن سنہ ۱۸۶۰ء اور سنہ ۱۸۷۰ء کے درمیانی عرصہ میں پھر اس کام کی بنیاد رکھی گئی۔ اور اب کی دفعہ اس اصل کو پیش نظر رکھا گیا۔ کہ فوراً اس مقصد میں کامیاب ہونا مشکل ہے اس لئے تدریجی طور پر اس کام کیلئے کوشش کرنی چاہیئے۔ چونکہ عادی شرابیوں کی اصلاح میں کامیابی بہت محدود تھی۔ اور وہ بار بار اپنی پرانی عادت کی طرف لوٹ جاتے تھے۔ اسلئے اس دفعہ کی کوشش میں بچوں کی اصلاح کا خاص طور پر خیال رکھا گیا اور گو بچوں کو شراب نوشی سے بچانے کی تحریک تو ۱۸۴۷ء سے ہی جاری تھی۔ مگر اس دفعہ اس تحریک کو خاص طور پر ہاتھ میں لیا گیا۔ اور 'جماعتہائے امید' کے ذریعہ اس مرض کا استیصال کرنیکی کوشش کی گئی۔ اور اس کوشش میں کامیابی بھی ہوئی سنہ ۱۸۵۵ء میں تمام برطانیہ کے لئے ایک مرکزی 'جماعت امید' قائم ہو چکی تھی۔ جنکی امیدیں آیندہ نسل پر لگ رہی تھیں۔ اس انجمن کو کامیابی کا ذریعہ بنایا گیا۔ اور ٹمپرنس سوسائٹیوں نے علاوہ بالغوں کی اصلاح کے اس کام کی طرف بھی توجہ کرنی شروع کی۔ سنہ ۱۸۸۰ء میں ایک کتاب شراب کے اجتناب کے متعلق لکھوائی گئی۔ جسے کئی مدارس نے اپنے کورس میں داخل کیا۔ لیکن اصل کوشش سنہ ۱۸۹۰ء سے شروع ہوئی۔ جبکہ کام کو ایک خاص انتظام میں لانے کے لئے بچوں کی اصلاح کا تمام کام جماعتہائے امید کے سپرد کیا گیا۔ جنکی کوشش سے سنہ ۱۹۰۶ء میں آئرلینڈ کے محکمہ تعلیم نے سرکاری سکولوں میں حفظان صحت اور شراب میں اعتدال رکھنے کے مضامین کو لازمی قرار دیدیا۔ اور سنہ ۱۹۰۹ء میں انگلستان کے محکمہ تعلیم نے بھی ایک کورس شراب میں اعتدال رکھنے کے متعلق تیار کروایا۔ اور اسکی تعلیم کو اختیاری طور پر تمام سکولوں میں جاری کیا۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں جماعتہائے امید کی تین سو اٹھاسی

شاخیں تھیں۔ اور قریباً تیس لاکھ لڑکے اور لڑکیاں اسکی ممبر تھیں۔ باقی سوسائیٹیوں کے ممبر ملا کر کُل ممبر بچّوں کی انجمنوں کے تینتیس لاکھ اڑتیس ہزار سات سو چھیاسی ہوتے ہیں ۱۸۶۳ء سے لیکر اسوقت تک مدرسوں کے ذریعہ سے بچّوں کو شراب کی بُرائیوں سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ لائق مدرس تمام پرائمری مدرسوں میں دورہ کر کے لڑکوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں۔ اور صرف انگلستان میں ہی یہ تحریک محدود نہیں ہے۔ بلکہ اب امریکہ اور یورپ کے تمام بڑے بڑے ممالک میں اور نوآبادیوں میں اس قسم کی انجمنیں قائم ہو رہی ہیں "

اسوقت تک میں نے شراب کے بند کرنے یا کم کرنے کی کوشش کے اس پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ جو سوسائیٹیوں اور انجمنوں کی تعداد یا انکے ممبروں کے اعداد کے متعلق ہے۔ اب میں اسکے مالی پہلو کو لینا چاہتا ہوں۔ یہ سب کام بغیر روپیہ کے خرچ کے نہیں ہوسکتا۔ اسقدر سوسائیٹیوں کا قائم کرنا اور انکی طرف سے لیکچروں وعظوں اور پمفلٹوں کی اشاعت کا انتظام کرنا اخراجات کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ ضرور ہے۔ کہ اس تمام کام پر ایک معقول رقم سالانہ خرچ ہوتی ہو۔ افسوس ہے کہ میرے پاس اسوقت کوئی ایسا ذریعہ نہیں۔ جس سے یورپ اور امریکہ کی تمام انجمنوں کے اخراجات کا اندازہ ہوسکے مگر مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔ اگر سب انجمنوں کے اخراجات کا مجموعی صحیح اندازہ لگانا ہمارے لئے مشکل ہے تو اس کا تصوّر ہم ذیل کی مثالوں سے کرسکتے ہیں انگلستان میں جو انجمن بچّوں میں شراب سے اجتناب کرنیکی رُوح پھونکنے کے لئے قائم کیگئی ہے۔ اس کا سالانہ خرچ پینتالیس ہزار روپیہ بتایا جاتا ہے۔ لیکن یہ خرچ اس خرچ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ جو بڑی انجمنوں میں کیا جاتا ہے۔ انگلستان میں سب سے مشہور اور سب سے بڑی انجمن انسداد شراب نوشی چرچ آف انگلینڈ ٹمپرنس سوسائیٹی ہے اسکا خرچ ۱۹۰۹ء میں چھ لاکھ بیس ہزار دو سو پچانوے روپیہ تھا۔ مگر اس رقم میں مرکزی دفتر کا خرچ شامل نہیں۔ وہ علیحدہ ہے۔ اس سوسائیٹی سے دوسرے نمبر پر یونائیٹڈ کنگڈم الائنس سوسائیٹی ہے۔ اسکی سالانہ آمد ایک لاکھ اسّی ہزار روپیہ کے قریب ہے۔ جو روپیہ بھی قریباً

سب کا سب خرچ ہی ہوتا ہوگا۔ پس برطانیہ کی انسداد شراب نوشی کی صرف تین سوسائیٹیوں کا سالانہ خرچ آٹھ لاکھ پنتالیس ہزار ہوتا ہے۔ اگر دوسری سوسائیٹیوں کے اخراجات کا اندازہ لگانے کے لئے اس خرچ کو قریباً ڈیوڑھا کر لیا جاوے تو کل خرچ سالانہ برطانیہ کی سوسائٹیوں کا بارہ لاکھ سالانہ ہوا۔ اسی پر یورپ اور امریکہ کے دیگر ممالک کے اخراجات کا اندازہ کر لیا جاوے۔ اور بلحاظ آبادی اس اندازہ کی بنیاد رکھی جاوے تو فرانس جرمنی ممالک متحدہ اٹلی۔ آسٹریا ان پانچ ممالک کی سوسائٹیوں کا خرچ انگلستان کی سوسائیٹیوں کے خرچ بمعیت ایک کروڑ سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ مگر دیگر ممالک کے بعض تمدنی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور ممالک متحدہ میں مدت سے بعض ریاستوں میں قانون مناعی کے جاری ہونیکا خیال کر کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یورپ و امریکہ میں سالانہ ایک کروڑ روپیہ شراب نوشی کے انسداد کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ اور اگر پہلے زمانہ سے ... ... کہ اس میں بھی کم و بیش ٹمپرنس سوسائٹیاں قائم تھیں۔ قطع نظر کر کے ۱۸۶۰ء سے ہی ان اخراجات کا اندازہ کیا جاوے جو شراب کے انسداد کے لئے کئے گئے ہیں۔ اور ابتدائی خرچ کی کمی کو مدنظر رکھ کر ۱۹۰۹ء کے سالانہ اوسط خرچ کا نصف تمام سالوں کا خرچ تصور کر لیا جاوے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسداد شراب نوشی کیلئے پچاس سال کے عرصہ میں یورپ و امریکہ نے پچیس کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے۔

انسداد شراب نوشی کیلئے علمی کوششیں

جب سے کہ یورپ میں علمی ترقی کا دور شروع ہوا ہے۔ اور سائنس نے لوگوں کے دلوں پر اپنی حکومت کا سکہ بٹھا دیا ہے اسوقت سے لوگ مذہبی باتوں کی نسبت سائنس کی تحقیقات کی طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں۔ پس انسداد شراب نوشی کے حامیوں نے لوگوں کا سائنس کے احکامات پر سر تسلیم خم کرنا دیکھکر اس امر کی طرف بھی خاص توجہ کی ہے کہ سائنس کے ذریعہ سے شراب کے ان اثرات کو معلوم کیا جاوے۔ جو انسانی بدن پر پڑتے ہیں۔ چنانچہ ہر متمدن ملک میں ڈاکٹروں کی سوسائٹیاں اس غرض سے بنائی گئی ہیں۔ کہ شراب کے

اثرات کو معلوم کریں۔ اور پودوں اور جانوروں پر تجربہ کرکے شراب کے بہت سے بد اثرات کا علم حاصل کیا گیا ہے۔ اور اب یہ بات یقین کے درجہ پر پہنچ گئی ہے۔ کہ الکوحل کا قلیل سے قلیل استعمال اعلیٰ اعصاب کو سخت نقصان پہنچاتا ہے۔ اس تحقیق کو بھی خوب شائع کیا جاتا ہے۔ تاکہ لوگوں کو سائنس کے فیصلہ کے بعد شراب کے ترک کرنے میں کوئی عذر باقی نہ رہے ؁

قانون کے ذریعہ سے انسداد۔ جہاں باقاعدہ انتظام صرف اموال اور علمی تحقیقاتوں کی مدد سے شراب نوشی کا استیصال کرنیکی کوشش کیجاتی رہی ہے۔ قانون کے استعمال میں بھی کوتاہی نہیں کی گئی۔ اور بہت لمبے عرصہ سے ایسے قوانین وضع کیے جاتے رہی ہیں۔ کہ جن سے شراب نوشی کا کم کرنا مقصود تھا۔ چونکہ برطانیہ کے قوانین متعلقہ شراب سب ممالک کے قوانین سے زیادہ مفید اور زیادہ مؤثر سمجھے جاتے ہیں اسلیئے میں اسی کے سلسلۂ قانون برائے انسداد شراب نوشی کا بیان ذکر کرتا ہوں اس سے دوسرے ممالک کا بھی اندازہ کیا جا سکیگا۔ برطانیہ میں شراب کے انسداد کے لئے سب سے پہلے ۱۴۹۵ء میں قانون بنایا گیا تھا۔ اس قانون کا صرف اتنا ہی مدعا تھا۔ کہ مجسٹریٹوں کو اختیار دیا جاوے۔ کہ جس جس جگہ شراب کی بکری کو وہ نامناسب سمجھیں اسے روکدیں۔ اور جن جن شراب خانوں کی نسبت انکو بے اعتدالی کا شبہ ہے۔ ان سے ضمانت لیلیں۔ اس قانون کے لمبے تجربہ کے بعد معلوم ہوا۔ کہ اس سے وہ فائدہ جو مقصود تھا۔ نہیں ہوا۔ اور ۱۵۵۱ء اور ۱۵۵۲ء میں ایک نیا قانون پاس کیا گیا جسمیں تمام شراب بیچنے والی دوکانوں کے لئے لائسنس حاصل کرنیکی شرط مقرر کی گئی اور بلا لائسنس کے شراب فروشی کو جرم قرار دیا گیا۔ اسی قانون کے ماتحت آہستہ آہستہ یہ شرط بھی لگائی گئی۔ کہ شراب خانے نو بجے شام کو بند کیئے جاویں۔ اور اتوار کے دن گرجا کے وقت بھی نہ کھولے جاویں ؁

اس قانون سے بھی گو بعض سیاسی فوائد تو حاصل ہوئے۔ مگر شراب نوشی کے انسداد

نہیں اس سے کچھ مدد نہ ملی اور ۱۷۲۲ء سے ۱۷۲۶ء تک نئے قوانین بنائے گئے جنکا ماحصل یہ تھا کہ لائسنس بجائے ہمیشہ کیلئے ملنے کے صرف ایک سال کیلئے دیئے جاویں۔ اور جو لوگ خلاف قانون شراب خانہ کھولیں۔ انکو زیادہ سخت سزا دیجاوے۔ اور بدمست لوگوں کیلئے بھی سزا تجویز کی گئی۔ لیکن ان تمام قوانین کا بھی کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا۔ اور آخر ۱۷۲۸-۲۹ء میں نیا قانون پاس کیا۔ جسکے رُو سے شراب بنانیوالوں پر پانچ شلنگ فی گیلن ٹیکس لگایا گیا اور خوردہ فروشی کیلئے لائسنس کی قیمت تین سو روپیہ سالانہ رکھی گئی۔ غرض یہ تھی۔ کہ کشید کردہ شرابیں مہنگی ہو جاویں۔ اور ہر کہ و مہ انکا استعمال نہ کر سکے۔ دوسرے لفظوں میں صرف امرا اسکو استعمال کر سکیں۔ گویا یا تو وہ انسانیت سے بالا ہیں کہ انکو شراب نقصان نہیں پہنچاتی۔ یا وہ انسانیت سے گرے ہوئے ہیں۔ کہ انکو نقصان پہنچنے کا کوئی حرج نہیں) مگر باوجود ان قوانین کے ۱۷۳۲ء میں لنڈن کی خانہ شماری سے معلوم ہوا کہ اٹھانوے ہزار نو سو اڑسٹھ گھروں میں سے ایکسو اکتھر گھر کشید شراب کے کارخانہ تھے دو سو سات سرائیں تھیں۔ چار سو سنتالیس کھانے کی دوکانیں تھیں (اور یہ سب جگہیں شراب کی فروخت کے مقامات ہیں) پانچہزار نو سو چھہتر دوکانیں عام شراب کی تھیں اور آٹھ ہزار چھ سو انسٹھ برانڈی کی دوکانیں تھیں۔ گویا کل پندرہ ہزار دو سو اٹھاسی گھروں میں شراب بنائی جاتی تھی۔ یا فروخت کیجاتی تھی۔ یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ باوجود ۱۷۲۸-۲۹ء کے قوانین کے جو شراب کا استعمال کم کرنیکے لئے بنائے گئے تھے۔ ہر چھ گھروں میں سے ایک شراب کی فروخت کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اور اندازاً ہر تیس آدمیوں میں سے ایک آدمی یا تو شراب بیچکر اپنا گذارہ کر رہا تھا۔ یا شراب فروخت کرنیکے کام پر ملازم تھا۔ اس تحقیق کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ پچھلا قانون غیر مفید سمجھ کر ۱۷۳۲ء میں منسوخ کر دیا گیا ؎

مگر ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا۔ کہ حکومت پھر شراب کی کثرت کو روکنے کیلئے قوانین بنانے پر مجبور ہوئی۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ مڈل سکس کے مجسٹریٹوں نے ایک دردناک

اپیل پارلیمنٹ کے حضور گذرانی کہ شراب سے سخت نقصان ہو رہا ہے۔ اسکے انسداد کی کچھ کوشش کیجاوے۔ اس اپیل کے بعض فقرات یہ ہیں "جینوا اور دوسری قسموں کی کشیدکردہ شرابوں کا استعمال پچھلے کئی سالوں سے بہت بڑھ گیا ہے۔ اور انکے دائمی اور حد سے زیادہ استعمال سے حضور ملک معظم کی رعایا میں سے ہزاروں آدمی تباہ ہو گئے ہیں۔ اور انکے علاوہ ایک بڑی تعداد لوگوں کی محنت و مزدوری کے ناقابل ہو گئی ہے اور اخلاقی طور پر گر گئی ہے۔ اور ہر قسم کے گناہوں اور شرارتوں میں مبتلا ہو گئی ہے" اس درخواست کے پیش ہونے پر پارلیمنٹ نے نئے قوانین پاس کیئے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ دو گیلن سے کم شراب فروخت کرنیوالے دوکاندار پچاس پونڈ کا سالانہ لائسنس لیا کریں اور خوردہ فروش ہر فروخت شدہ گیلن پر بیس شلنگ گورنمنٹ کو ٹکس ادا کیا کریں۔ لیکن گو اس قانون کو سختی سے جاری کرنیکے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی۔ مگر یہ قانون بھی بالکل بیسود ثابت ہوا۔ اور شراب کے ناجائز ذرائع سے حاصل کرنیکا رواج عام ہو گیا۔ اور اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ ان دنوں شراب کا استعمال پہلے سے دگنا ہو گیا۔ اس صورتِ حالات سے گھبرا کر پارلیمنٹ نے سنہ ۱۷۴۳ء میں پھر پہلے قانون کو موقوف کرکے نیا قانون بنایا اور لائسنس کی فیس بجائے پچاس پونڈ کے ایک پاؤنڈ رکھی گئی۔ اور خوردہ فروشوں کے ذریعہ فروخت ہونے والی شراب کے ہر گیلن پر بجائے بیس شلنگ ٹیکس کے صرف ایک آنہ ٹیکس مقرر کیا گیا۔ مگر اس نرمی کا اثر بھی الٹا ہی پڑا۔ اور سنہ ۱۷۴۳ء سے سنہ ۱۷۵۱ء تک مختلف اوقات میں قانون کی اس طرح ترمیم کیگئی۔ کہ نہ تو سختی سے مجبور ہو کر لوگ ناجائز ذرائع کو استعمال کریں۔ اور نہ اسقدر سہولت ہو۔ کہ کسی قسم کی روک ہی نہ رہے۔ ان قانونوں کے ماتحت شراب کی دوکانوں کیلئے یہ شرط مقرر کی گئی۔ کہ فلاں کرایہ سے کم کی دوکان پر لائسنس شراب نہ مل سکیگا۔ اور شراب فروش شراب کے لئے لوگوں کو جو قرض دیں اسکو ناجائز قرار دیا گیا۔ اور عدالتوں کے ذریعہ ایسے قرضوں کی وصولی روک دی گئی۔ ان نئے قوانین کا اثر کسی قدر اچھا ہوا۔ اور شراب کی فروخت کسیقدر کم ہو گئی۔

اس ایکٹ کے بعد گو بہت سے تغیرات قانون میں ہوئے۔ لیکن پہلے کی طرح سر سے پاؤں تک

قانون کو بدلا نہیں گیا۔ انیسویں صدی کے شروع میں جو تغیرات ہوئے انہیں زیادہ تر شراب فروشی کی دوکانوں کے متعلق شرائط کا بیان ہے۔ یا شراب کی فروخت کے وقت مقرر کیئے گئے ہیں ان قوانین کی بھی اصل غرض یہی تھی۔ کہ شراب کا استعمال کم کیا جاوے۔ اٹھارہ سو چھیاسی میں یہ قانون پاس کیا گیا۔ کہ تیرہ سال سے کم عمر کے لڑکے کو شراب دوکان پر استعمال کرنیکے لئے نہ دیجاوے۔ اور سنہ ۱۹۰۱ء میں یہ قانون پاس کیا گیا کہ چودہ سال سے کم عمر کے لڑکے کے ہاتھ شراب کبھی کسیلئے نہ بھیجی جاوے۔ سوائے اس صورت کے کہ بوتل پر مُہر لگی ہوئی ہو ؛

علاوہ اس قانون سازی کے انیسویں صدی کے آخر میں یہ تدبیر بھی کیگئی۔ کہ ہر سال کچھ شراب فروشوں کے لائسنس ضبط کرلئے جاتے۔ جبتک کہ بدمعاش لوگوں کے لائسنس ضبط ہوتے رہے۔ اسپر کوئی شور نہ پڑا۔ مگر جب وہی دوکاندار رہ گئے۔ جو قانون کے پوری طرح پابند تھے۔ اور اس عذر پر دوکانوں کو بند کیا جانے لگا۔ کہ وہ ضرورت سے زائد ہیں۔ تو ملک میں اسپر شور پڑا۔ اور آخر یہ قانون پاس ہوا۔ کہ اگر کوئی دوکان بلا سبب بند کیجاوے۔ تو اسکے مالک کو بدلہ دیا جاوے۔ اور اس طرح بدلہ دے دیکر بھی بہت سے شرابخانہ بند کیئے گئے۔ اور ہر سال ڈیڑھ کروڑ روپیہ سے زیادہ ان شرابخانوں کے مالکوں کو دیا جاتا ہے۔ جو بند کیئے جاتے ہیں۔ گویا اس طرح ہر سال شرابخانوں کی مقدار میں کمی ہو رہی ہے۔ جو شرابخانہ کُھلے ہیں انکے لئے یہ شرط ہے۔ کہ پانچ بجے صبح سے ساڑھے بارہ بجے رات تک کُھلے رہیں اسکی بعد بند کیئے جاویں۔ اتوار کے دن صرف سات گھنٹہ شام کے وقت کُھلے رہیں۔ سولہ سال سے کم عمر لڑکوں کو استعمال کے لئے شراب نہ دیں۔ اور بچّوں اور لڑکیوں کو شرابخانوں میں نوکر نہ رکھیں۔ اسی طرح قانون شکنی کی سخت سزائیں تجویز کی گئیں۔ اور جو شخص بدمستی کی حالت میں دیکھا جاوے۔ اسکے لئے بھی سزائیں تجویز کی گئیں ؛

غرض ساڑھے چار سو سال سے شراب کی استعمال کم کرنیکے لئے قوانین بنائے جارہے ہیں۔ اور مختلف تدابیر سے اس بلا کو سر سے ٹالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مگر ہنوز روز اول ہے۔ باوجود اسکے کہ مذہبی پیشواؤں اور سیاسی رہنماؤں کی مدد سے ایک صدی سے

باقاعدہ جدوجہد کیجاتی ہے۔ آیندہ نسلوں کے بچانیکی کوشش کی جاتی ہے۔ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے سائنس کی مدد حاصل کیجاتی ہے۔ قانون کا دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ پھر بھی شراب کا انگلستان میں وہ زور ہے کہ الامان۔ ۱۹۰۸ء میں قریباً پونے دو لاکھ مقدمہ بدمستی کے الزام کے متعلق ہوا اور ۱۹۰۹ء میں اسقدر شراب سارے ملک میں استعمال کیگئی کہ ساری آبادی کا حساب کرکے فی کس ستائیس گیلن شراب حصہ میں آتی ہے۔ لیکن اگر بچوں مسافروں بیماروں قیدیوں۔ پاگلوں شراب سے پرہیز کرنیوالوں کو منہا کردیا جاوے۔ تو یقیناً اس تعداد سے دگنی شراب فی شخص کے حصہ میں آتی ہے۔ یعنی چوّن گیلن فی کس سالانہ۔ یا ساڑھے چار گیلن فی کس ماہوار۔ شراب جو سالانہ خرچ ہوتا ہے اس کا اندازہ یہ ہے ۱۸۸۴ء میں چودہ کروڑ سنتالیس لاکھ چونتیس ہزار دو سو چودہ پونڈ کی شراب ایک سال کے عرصہ میں ملک میں استعمال ہوئی۔ اور پچیس سال بعد ۱۹۰۹ء میں پندرہ کروڑ اکادن لاکھ باسٹھ ہزار چار سو پچاس ہزار پونڈ کی استعمال ہوئی۔

ان اعداد سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ گو پہلے سالوں کی نسبت شراب کے استعمال میں کسیقدر کمی ہے۔ مگر وہ کمی کوئی نمایاں کمی نہیں۔ اور اس کوشش اور محنت اور خرچ اور دباؤ کے مقابلہ میں جو شراب نوشی کے استیصال کیلئے سالہا سال سے ڈالا جاتا ہے۔ کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اور فی الواقعہ آج بھی انگلستان اُسی طرح شراب نوشی میں مبتلا ہے۔ جس طرح آج سے سو سال پہلے۔ بلکہ اگر اس علمی اور تمدنی ترقی کو مدِّ نظر رکھا جاوے جو اس عرصہ میں ہوئی ہے۔ اور اس گرانی کا خیال کیا جاوے جو اس وقت پھیلی ہوئی ہے تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ اسوقت لوگ شراب نوشی میں زیادہ مبتلا ہیں۔ اور اگر اس تازہ واقعہ پر نظر ڈالی جاوے۔ جو ابھی سکاٹ لینڈ کے دارالامارت گلاسگو میں ہوا ہے۔ تو اس نتیجہ کی صحت اور بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے۔ کہ مسٹر جانسن نامی ایک امریکن انگلستان کا دورہ اس غرض سے کر رہے تھے۔ کہ یہاں کے لوگوں کو بھی شراب نوشی سے اجتناب کرنیکی تحریک کریں جب وہ شہر گلاسگو میں پہنچے۔ تو وہاں انکا ایک شخص سے شراب کی برائیوں کے متعلق مباحثہ قرار پاگیا۔ عین مباحثہ کے وقت گلاسگو کے ڈاکٹری سکول کے طلباء نے اکٹھے ہوکر انکو آگھیرا۔ اور جبراً انکو شراب پلائی

اور پھر تمام شہر کی گلیوں میں انکو لیکر پھرتے رہے۔ حتیٰ کہ پولیس نے بصد مشکل انکو چھڑایا ۔

انگلستان انسداد شراب نوشی کی کوششوں میں تمام یورپین ممالک سے بڑھا ہوا ہے جب اسکی کوششوں کا یہ حال ہے۔ تو دوسرے ممالک کا کیا حال ہوگا۔ پس انگلستان کی انسداد شراب نوشی کی کوششوں کی تاریخ اور اسکے نتائج سے تمام مغربی ممالک کی سعی اور اسمیں کامیابی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ اندازہ یہی ہے۔ کہ باوجود ایک زبردست انتظام کے باوجود بچّوں کی نگہداشت کے باوجود مذہبی ریفارمروں کے زور دینے کے باوجود کروڑوں روپیہ خرچ کرنیکے باوجود سائنسدانوں کی چیخ و پکار کے باوجود قانون کے شکنجہ کے یورپ شراب کی بلا سے نجات نہیں پا سکا۔ اور صدیوں کی کوششوں کے باوجود شراب چھڑانے والوں نے کامیابی کا مُنہ نہیں دیکھا ۔

انسداد شراب نوشی کے متعلق اسلام کی تاثیر

اور اسکے مقابلہ میں اس تاثیر کو دیکھیں جو انسداد شراب نوشی کے متعلق اسلام کو حاصل ہے۔ اسلام اُسوقت دنیا میں آیا ہے جبکہ علم و سائنس کا رواج دنیا میں بہت کم تھا یونانی علوم اپنی ترقی کی انتہاء کو پہنچکر مسیحی پادریوں کی سعی سے گوشۂ گمنامی میں جا بیٹھے تھے اور سوائے معدودے چند آدمیوں کے دوسرے لوگ انسے ناواقف تھے خصوصاً ایشیا کے جس کا ان علوم کی ترقی میں خاص حصّہ تھا۔ سخت اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ہندوستانی فلسفہ بھی تنزل پر تھا۔ ایران بھی اخلاقی اور علمی طور پر انحطاط کی طرف قدم زن تھا۔ اور عربوں کی حالت تو سخت ہی ناگفتہ بہ تھی۔ حجازی عربوں میں پڑھنا لکھنا ہی بہت بڑا علم تھا۔ اور اس فن کے واقف بھی چند آدمیوں سے زیادہ نہ تھے علم الاخلاق انکے ہاں یہی تھا جو انکے شاعروں نے اپنے شعروں میں نظم کیا۔ اور علم طب انکے ہاں وہی تھا جو انکی بڑی بوڑھیاں بطور صدری نسخوں کے سینہ بسینہ ایک دوسرے کو سناتی چلی آتی تھیں اور وہ علم الاخلاق جس کی طرف انکے شاعروں نے رہنمائی کی ہے۔ یہی ہے کہ شراب انسان کے اخلاق کو اعلیٰ کرتی ہے۔ اسے دلیر اور سخی بناتی ہے۔ اور یہی وہ خصلتیں ہیں

جن کی عرب پروا کرتا تھا۔ اسکے نزدیک تمام علم الاخلاق انہی دو صفات میں مرکوز تھا۔ اور انکا علم طب بھی انکو یہی ہدایت کرتا تھا۔ کہ ہر مرض کا علاج شراب کا جام ہے۔ پس عرب اپنے علوم کے لحاظ سے شراب سے متنفر نہیں۔ بلکہ اسکا دلدادہ تھا۔ اور اسکے سوا وہ کچھ اور ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ وہ جس قسم کی زندگی بسر کرتا تھا اسکے لئے شراب کا استعمال ضروری تھا؛

اس جہالت کا نتیجہ جو عرب میں پھیلی ہوئی تھی۔ مع اس تمدن کے جو عربوں میں رائج تھا۔ یہ ہوا تھا۔ کہ ہر ایک عرب شراب کا عادی تھا۔ اور عادی بھی ایسا کہ اسکے روزمرہ کے شغلوں میں سب سے بڑا شغل ہی شراب نوشی تھا۔ عرب کے شعروں کو پڑھو شراب کے ذکر سے انکی کوئی نظم خالی نظر نہیں آتی۔ عرب کا مشہور شاعر طرفہ جو اپنی زبان کی خوبی اور مضامین کی بلندی کی وجہ سے عرب کا دوسرے نمبر کا شاعر سمجھا جاتا ہے۔ لکھتا ہے :-

وان تبغنی فی حلقة القوم تلقنی ؛ وان تقتنصنی فی الحوانیت تصتدی

کریم یروّی نفسه فی حیاته ؛ ستعلم ان متنا غدا اینا الصدی

یعنی اگر تو میری تلاش قوم کی مجلس شوریٰ میں کرے تو تو وہاں مجھے پائیگا۔ یعنی میں باوجود نوعمر ہونیکے قوم کا معتمد ہوں (یہ صرف بیس سال کی عمر میں مارا گیا تھا) اور اگر تو مجھے شراب کی دوکانوں پر تلاش کرے تو وہاں بھی مجھے پائیگا۔ یعنی دو ہی مقام ہیں جہاں میں مل سکتا ہوں اپنی دانائی کی وجہ سے قوم کی مجلس شوریٰ میں مجھے جانا پڑتا ہے اور اپنی شراب نوشی کی وجہ سے شراب خانوں پر میرا پھیرا رہتا ہے؛

پھر کہتا ہے۔ میں وہ شریف النفس ہوں۔ کہ اپنے نفس کو میں نے اسی زندگی میں سیراب کر دیا ہے۔ اور اگر اے دوستو ہم مرجاویں۔ تو تم کو بعد مردن معلوم ہو جاویگا۔ کہ کون پیاسا ہے۔ یعنی میں اسقدر شراب پینے والا ہوں۔ کہ مرنے کے بعد بھی نشہ میں ہی اٹھوں گا؛

طرفہ کی یہ باتیں باتیں ہی نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اسپر عمل پیرا بھی تھا۔ چنانچہ عرب کے بادشاہ عمرو بن ہند نے جب اسکے بعض اشعار پر جو اس نے بادشاہ کی ہجو میں کہے

تھے۔ ناراض ہوکر عین اسکے عنفوان شباب میں یعنی بیس سالہ عمر میں اسکے قتل کا حکم اپنے والئ بحرین کو لکھا۔ اور اس نے طرفہ سے دریافت کیا کہ وہ اپنے لئے بہترین طریقہ موت کا چُنے۔ تو اس نے یہ پسند کیا۔ کہ اسکے پاس بہت سی شراب رکھدی جاوے۔ اور اسی کو پیتے وقت اسکی رگوں کا خون نکالکر اسے قتل کردیا جاوے ؛

اسی طرح عرب کا ایک اور شاعر اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہتا ہے :۔

اذا مت فادفنی الی جنب کرمۃ ؛ یروّی عظامی بعد موتی عروقھا

ولا تدفننی فی الفلاۃ فاننی ؛ اخاف اذا ما مت ان لا اذوقھا

یعنی جب میں مرجاؤں تو مجھے انگور کے درختوں کے پاس دفن کیجیو۔ تاکہ اسکی جڑیں میری ہڈیوں کو سیراب کرتی رہیں۔ اور مجھے جنگل میں دفن نہ کیجیو۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ مرنے کے بعد میں شراب سے محروم رہ جاؤں ؛

شعراء کے کلام کے علاوہ لُغت عرب بھی عرب کے شراب پر شیدائی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ عربی زبان میں شراب کے نام اس کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ کہ انکو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ اور کسی زبان میں اسکی مثال نہیں ملتی ؛

تمدّن عرب بھی اس بات کا شاہد ہے۔ کہ عرب شراب نوشی میں نہ صرف کامل تھا۔ بلکہ باقی تمام دنیا سے بڑھا ہوا تھا۔ کیونکہ عرب میں شراب کے کشید کرنیکا طریقہ بہت قدیم زمانہ میں دریافت کرلیا گیا تھا۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے :۔ کہ "معلوم ہوتا ہے۔ کہ قدیمی زمانہ کے لوگوں کو شراب کے کشید کرنے کا طریق معلوم تھا۔ اور تاریکی کے زمانوں میں عرب لوگ شراب کے کشید کرنے کا کام کیا کرتے تھے"

اس تاریخی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب قدیم زمانہ میں شراب بنانے اور اسکے استعمال کرنے میں سب سے آگے تھا۔ بلکہ وہ دنیا کے لئے کشید کردہ شراب کی جو خمیر سے تیار کردہ شراب سے زیادہ سخت اور زیادہ عادی بنا دینے والی ہے اکیلی منڈی بنا ہوا تھا ؛ یہ ملک تھا جس میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور یہ

قوم تھی جس سے شراب چھڑانیکا انہوں نے ارادہ کیا۔ اس ارادہ کے پورا کرنیکے لئے انہوں نے کیا تدابیر اختیار کیں۔ اور انکا کیا نتیجہ نکلا۔ یہ ایک حیرت انگیز تاریخی واقعہ ہے جسپر تمام عقلیں دنگ ہیں۔ اور کُل دانا انگشت بدنداں ؎

اس شراب کے نشہ میں مخمور رہنے والی قوم۔ اور شراب کو اپنا ایک ہی دل لگی کا ذریعہ سمجھنے والی جماعت میں ایک دن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نکلتے ہیں۔ اور مختصر اور صاف لفظوں میں خدا تعالیٰ کا یہ حکم سُنا دیتے ہیں۔ کہ شراب کے نقصانات چونکہ اسکے نفع سے زیادہ ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آیندہ کیلئے اسکو حرام کر دیا ہے پس ہر ایک مسلمان کو چاہیئے۔ کہ اس سے پرہیز کرے۔ اور اس کا بنانا بیچنا پینا پلانا۔ ترک کر دے۔ اور اس حکم کو سنکر وہ شراب کے شیدائی اپنا سر نیچا ڈال لیتے ہیں۔ اور ایک کے مُنہ سے بھی اسکے خلاف آواز نہیں نکلتی۔ ہر ایک انمیں سے شرح صدر سے اس حکم کو قبول کر لیتا ہے۔ اور اسوقت کے بعد شراب کا گلاس کسی ایک فرد کے بھی منہ کے قریب نہیں جاتا۔ وہ لوگ مہلت نہیں مانگتے۔ قلت و کثرت کا سوال نہیں اُٹھاتے۔ کیونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکو پہلے ہی کہدیا تھا۔ کہ جس چیز کی زیادتی حرام ہے۔ اسکی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔ ان میں لیکچروں کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ شراب کی برائیاں ذہن نشین کرنیکی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ اسلام نے انکے ذہنوں کو جلا دیدی تھی۔ کہ حق بات کی طرف توجہ دلانا انکے لئے کافی ہوتا تھا۔ اور تعصب اور خود بینی سے انکو اسقدر دور کر دیا تھا۔ کہ اپنی غلطیاں خود بخود انکی آنکھوں کے سامنے آجاتی تھیں۔ پس کسی لیکچرار کے لیکچر یا میجک لنٹرن کی تصاویر کی انکو ضرورت نہ تھی۔ انکے لئے صرف ایک اشارہ کافی تھا ایک لفظ بس تھا۔ اور سب معاملہ آپ ہی آپ انکے لئے واضح ہو گیا تھا۔ انکا اپنا نفس انکے لئے لیکچرار تھا۔ اور گوشہ ہای دماغ میجک لنٹرن کے پردے تھے جنپر وہ عقل کی آنکھوں کے ساتھ خوب اچھی طرح ان بد مستیوں کے نظاروں کو دیکھ سکتے تھے۔ جو شراب نوشی کے نتیجہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ جھوٹی تصویروں سے

کے محتاج نہ تھے۔ سچا نقشہ انکی رہنمائی کے لئے کافی تھا ؛

اسلام کے اس دو حرفہ حکم کا جو اثر شراب نوشی پر ہوا۔ اسکی بہترین مثال ذیل کا واقعہ ہے جو مسلم مسند احمدؒ حنبل اور ابن جریر کی روایات سے ماخوذ ہے ؛

حضرت انس جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خدام میں تھے۔ اور مدینہ کے رہنے والے تھے بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن ابوطلحہؓ کے مکان پر مجلس شراب لگی ہوئی تھی۔ بہت سے دوست جمع تھے۔ اور میں شراب پلا رہا تھا۔ دَور پر دور چل رہا تھا۔ اور نشہ کی آمد کی وجہ سے انکے سر جھکنے لگے تھے۔ کہ اتنے میں گلی میں کسی نے آواز دی۔ کہ شراب حرام کی گئی ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اُٹھکر دریافت کرو۔ کہ یہ بات درست بھی ہے یا نہیں۔ مگر بعض دوسروں نے کہا کہ نہیں پہلے شراب بہا دو پھر دیکھا جاویگا۔ اور مجھے حکم دیا کہ مَیں شراب کا برتن توڑ کر شراب بہا دوں۔ چنانچہ مَیں نے ایک سوٹا مار کر وہ گھڑا جس میں شراب تھی توڑ دیا۔ اور اسکے بعد وہ لوگ کبھی شراب کے نزدیک نہیں گئے ؛

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام کا اثر لوگوں کے دلوں پر کیا تھا مجلس شراب میں جبکہ لوگ نشہ میں ہیں۔ ایک شخص کے خبر دینے پر بلا تحقیق شراب کا بہا دینا کوئی معمولی بات نہیں۔ اور اس کی اہمیت کو وہ اقوام زیادہ سمجھ سکتی ہیں۔ جو شراب کی عادی ہیں۔ کیونکہ جب دُور سے دیکھنے والے انکی اس حالت کو ایک عجیب حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تو خود انکے دل ضرور اس حالت کی خصوصیت کو اچھی طرح محسوس کرتے ہونگے ؛

اس واقعہ کو دوسرے مذاہب اور دوسرے تمدنوں اور قوانین کے اثرات کے ساتھ ملا کر دیکھو کہ کیا دونو میں زمین آسمان کا فرق نہیں۔ آج جبکہ سائنس اور علوم طبیہ شراب کی مضرت کو ثابت کر رہے ہیں۔ اور شراب کے ترک کرنے میں ملکی بہبودی اور فراخ بالی کی بھی امید ہے۔ امریکہ کے مسودہ مناعی شراب کے خلاف خود وہاں کے

باشندوں کی ایک معقول تعداد اور یورپ کے لوگ جو شور مچا رہے ہیں۔ وہ بھی ظاہر ہے۔ اور وہ فرمانبرداری جو عرب کے "غیر تعلیم یافتہ" اور "غیر مہذب" (بقول یورپ) لوگوں نے اسلام کے حکم کے ماتحت دکھائی وہ بھی پوشیدہ نہیں۔ کیا غیر متعصب آنکھ کو اسلام کے اس اثر میں بذاتِ خود ایک بڑا معجزہ نظر نہیں آتا۔ اور کیا یہ بات عقلمندوں کو اس بات کی طرف متوجہ کرنیکے لئے کافی نہیں کہ اسلام کو جو اثر انسان کے دل پر حاصل ہے وہ اور کسی مذہب کو حاصل نہیں۔ اور اثر بھی وہ جو ہمیشہ نیکی کیطرف لیجاتا ہے۔ تو پھر کیوں اسلام ہی وہ مذہب نہیں جو اس وقت ایک ہی سچا مذہب اور ایک ہی حقیقی راہنما ہے +

کیا یہ غیر معمولی فرق نہیں۔ کہ کنیڈا کا غیر مخمور پروفیسر تو انگلستان کو یہ مشورہ دیتا ہے۔ کہ جب امریکہ کا شراب کے خلاف کوشش کرنے والا مجاہد انگلستان میں آوے۔ تو اس کا ایک ہی استقبال ہو سکتا ہے۔ کہ اسے سمندر میں اُٹھا کر پھینکدیا جاوے۔ اور عرب کا مخمور مسلم ایک راستہ پر چلنے والے کی اکیلی آواز کو سُنکر کہ شراب حرام کی گئی ہے۔ شراب کے مٹکوں کو توڑ کر مدینہ کی گلیوں میں شراب ہی کا دریا بہا دیتا ہے +

کتاب سیرت خاتم النّبیین کے متعلق ایک صاحب قلم کی رائے

مولانا مولوی شیر علی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خدا آپکو خوش رکھے۔ خوش وقت رکھے۔ مشکور ہوں آپ کی عنایت کا کہ کتاب "سیرۃ خاتم النبیین" حصہ اوّل مصنفہ جناب مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے قادیان کے مطالعہ سے یہ عاجز بہرہ اندوز ہوا۔ یقین جانیئے کہ میں اس کے مطالعہ فرخندہ روز کو اپنی زندگی کے بہترین دنوں میں شمار کرونگا +

اس نادر تالیف سے کتب سیرۃ میں ایک قابل قدر اور محققانہ اضافہ ہو گیا ہے۔ بصارت اور بصیرت کا سامان دلکش پیرایہ میں بہم پہنچایا گیا ہے۔ "بصارت" کا اس وجہ سے کہ سرورق دیدہ زیب لکھائی چھپائی اور اس گرانی کاغذ کے زمانہ میں کاغذ اعلیٰ اور "بصیرت" کا اس لحاظ سے کہ اس کے مضامین اعلیٰ اور محققانہ +

داد محنت دی گئی ہے۔ کہ بڑی تلاش اور جستجو سے واقعات کو مسلسل اور ترتیب وار صاف سلیس بامحاورہ اور عام فہم زبان میں لکھا گیا ہے + داد تحقیق دیگئی ہے کہ روایات کی تنقید معیار درائت پر کی گئی ہے +

مہاجرین و انصار اور اُنکے ساتھ ساتھ معاندین اور کفار کا شجرہ بھی سہولت فہم کیلئے درج کر دیا گیا ہے کہ مبتدی اور منتہی یکساں فائدہ اُٹھائے۔ قبائل عرب اور اُنکے باہمی تعلقات معلوم ہو جائیں +

یہ کتاب اس قابل ہے کہ نہ صرف ہر ایک مسلم گھر میں بلکہ ہر ایک مسلم ہاتھ میں نہ صرف ہاتھ میں بلکہ اسکے مضامین ہر ایک مسلم دل کی تنویر ایمان کی بنیاد بن کر ہر لمحہ اور ہر آن مستحضر رہنے چاہئیں + خدا جزائے خیر دے اسکے مصنف کو اور توفیق دے۔ کہ باقی دو حصے بھی جلد شائع ہوں +

خاکسار الف دین وکیل از کیمبلپور +

یا اللہ خیر ۔ اعلان ۔ اعلان اعلان

اصلی ممیرا بے نظیر چیز مفید تجربہ شدہ دوائی ہے امراض چشم کیلئے اصلی ممیرا مصدقہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اور خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہے ۔ اور حضور ممدوح نے نسخہ بتایا اور فرمایا کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است ۔ اِس نسخہ کا تجربہ قریب ستارہ اٹھارہ سال سے میں نے کیا ہے ۔ اس یقین پر میں پہنچ گیا ہوں کہ میں اس کا اعلان کروں ۔ تمام اُن لوگوں کو جو چشم کے امراض میں مبتلا ہوں یا کمزوری نظر ہو یا زیادہ عمر کا ہو یا عینک کے سوا کچھ نہیں پڑھ سکتا یا گکروں کی مصیبت میں گرفتار ہو ۔ آٹھ دن اِس کا استعمال کریں ۔ اگر بے نظیر ثابت نہ ہوا تو واپس کریں ۔ میں اُسکو بلا چون وچرا قیمت واپس کردونگا ۔ اور منی آرڈر کا خرچ بھی ادا کردونگا ۔ سب سے عمدہ یہ ہے ۔ کہ تین چار ماشے طلب کریں اور تجربہ کے بعد خود معلوم ہوگا کہ میرا اعلان سچ ہے کہ جھوٹ ۔ نرخ ممیرا ایک تولہ عہ مارچ اپریل میں اسکی قیمت بجائے عہ ؍ روپے کے ۵ ؍ روپے کیئے جائینگے ۔ **سُرمہ ممیرا** ایک تولہ عہ ؍

ست سلاجیت محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جسکی عبارت یہ ہے ۔ مقوّی جمیع اعضاء نافع صرع ۔ مشتہی طعام ۔ قاطع بلغم و ریاح ۔ دافع بواسیر و جذام و استسقاء و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ ۔ مثانہ و سلسل البول ...... یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے ۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں قیمت قسم اوّل عہ ؍ تولہ قسم دوم ؍

لُنگیاں اور کلاہ ۔ ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری ۔ بادامی ۔ سیاہ اور سفید ماشی ۔ ریشمی ۔ سوتی ۔ ٹسری صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں

مشتہر احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

ڈاکٹر برمن کی بنائی ہوئی ۱۹۳۱ء کی کافوری جنتری نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے - اور بلاقیمت و محصول ڈاک قدردانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے - اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھ کر بھیج دیجئے جنتری بذریعہ ڈاک اپنی خاص قیمت روانہ کی جائیگی
نمبر

تفصیل ادویات مع قیمت

نام دوا	قیمت	نام دوا	قیمت
عرق کافور	۶ر	کونین کی ٹکیہ	۱۴ر
دمہ کی دوا	عہ۸ر	درد سر کی دوا	۱۲ر
بخار کی دوا (کلاں)	عہر	جلاب کی گولیاں	۹ر
بخار کی دوا (خورد)	۱۰ر	طاعون کی گولیاں (بڑی ڈبیہ)	۸عہ
پرانہ سوزاک	عاًر	طاعون کی گولیاں (چھوٹی ڈبیہ)	۱۲ر
گرمی آتشک	عا ر	سالسہ	۸عہ
کولا ٹانک	۸عہ	سپینی لاٹن	۸عہ
گھیگھہ کے کھانے کی دوا	عہر	عرق پودینہ	۱۲ر
گھیگھہ کے لگانے کی دوا	۶ر	کلوروڈائن ۸ر (درجن عہ)	۸ر
گھیگھہ کا مرہم	۱۰ر	لال شربت	عہر
پین ہیلر	۸عہ	خارشت کھجلی کی دوا	۱۲ر
کھانسی کی دوا (بڑی)	۸عہ	امراض مستورات کی دوا	۸عہ
کھانسی کی دوا (چھوٹی)	۱۰ر	امراض دندان	۸ر
کان بہنے کی دوا	۶ر	پیپرمنٹ کاست	۱۲ر
داد کا مرہم	۶ر	روغن پیپرمنٹ	۲عہ
زخم کا مرہم بام	۸ر	روغن ریندڑی	۱۲ر
زخم دھونے کی ٹکیا	۲ر	روغن صندل	۱۴ر
مقوی گولیاں	۸عہ	روغن اجوائن	۸ر
پرانے ملیریا یا بخار کی گولیاں	۱۰ر	روغن سونٹھ یا ادرک	۱۱ر
بدہضمی و بدہضمی کے دست	عہ	روغن سونف	۶ر
نمونہ کا بکس	عاًر	روغن دارچینی	۱۲ر
		روغن لونگ	۸ر
		روغن لیمو ۶ر - روغن الائچی ۱۲ر - لونڈر ۱۴ر	
		تھرمامیٹر انگریزی سے ر اردو سے ر	

المشتہر - ڈاکٹر ایس - کے برمن پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ